﴾بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴿ ﴾......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴿(آل عمران:74) ﴾......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴿ (بنی اِسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد22 — جمعۃ المبارک10اپریل2015ء — 20/جمادی الثانی 1436 ہجری قمری — 10/شہادت 1394 ہجری شمسی — شمارہ15

دعا پر یقین

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ سے دعا اس حال میں کرو کہ تم دعا کی قبولیت پر یقین رکھتے ہو۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور غیر سنجیدہ دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب فی جامع الدعوات حدیث نمبر 3401)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ کا غیب میں ہی ہونا انسان کے لئے تمام تلاش اور جستجو اور کُل تحقیقاتوں کی راہوں کو کھولتا ہے۔ جس قدر علوم اور معارف انسان پر کھلے ہیں، وہ گو موجود تھے اور ہیں، لیکن ایک وقت میں وہ غیب میں تھے۔ انسان کی سعی اور کوشش کی قوت نے اپنی چمکار دکھائی اور گوہر مقصود کو پا لیا۔

میرے خیال میں خدا تعالیٰ کا غیب میں رہنا انسان کی سعادت اور رُشد کو ترقی دینے کی خاطر ہے اور اس کی روحانی قوتوں کو صاف کر کے جلا دینے کے لئے تاکہ وہ نور اس میں پرکاش ہو۔

ہماری غرض بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ لوگوں کو اس خدا کی طرف رہنمائی کریں جسے ہم نے خود دیکھا ہے۔

سنی سنائی بات اور قصّہ کے رنگ میں ہم خدا کو دکھانا نہیں چاہتے بلکہ ہم اپنی ذات اور اپنے وجود کو پیش کر کے دنیا کو خدا تعالیٰ کا وجود منوانا چاہتے ہیں۔

"میرے نزدیک مورتی بنانے والوں نے خدا تعالیٰ کی اس حکمت اور راز کو نہیں سمجھا جو اس نے اپنے آپ کو بظاہر ایک حالتِ غیب میں رکھا ہے۔ خدا تعالیٰ کا غیب میں ہی ہونا انسان کے لئے تمام تلاش اور جستجو اور کُل تحقیقاتوں کی راہوں کو کھولتا ہے۔ جس قدر علوم اور معارف انسان پر کھلے ہیں، وہ گو موجود تھے اور ہیں، لیکن ایک وقت میں وہ غیب میں تھے۔ انسان کی سعی اور کوشش کی قوت نے اپنی چمکار دکھائی اور گوہر مقصود کو پالیا۔ جس طرح پر ایک عاشق صادق ہوتا ہے اُس کے محبوب اور معشوق کی غیر حاضری اور بظاہر آنکھوں سے دُور ہونا اس کی محبت میں کچھ فرق نہیں ڈالتا بلکہ وہ ظاہری ہجر اپنے اندر ایک قسم کی سوزش پیدا کر کے اس پریم بھاؤ کو اور بھی ترقی دیتا ہے۔ اسی طرح پر مُورتی لے کر خدا کو تلاش کرنے والا کب سچی اور حقیقی محبت کا دعویدار بن سکتا ہے؛ جبکہ مُورتی کے بدُوں اس کی توجہ کامل طور پر اس پاک اور کامل حسن ہستی کی طرف نہیں پڑ سکتی۔ انسان اپنی محبت کا خود امتحان کرے۔ اگر اس کو اس سوختہ دل عاشق کی طرح چلتے پھرتے، بیٹھتے اٹھتے غرض ہر حالت میں بیداری کی ہو یا خواب کی، اپنے محبوب کا ہی چہرہ نظر آتا ہے اور کامل توجہ اسی طرف ہے تو سمجھ لے کہ واقعی مجھے خدا تعالیٰ سے ایک عشق ہے اور ضرور ضرور خدا تعالیٰ کا پرکاش اور پریم میرے اندر موجود ہے، لیکن اگر درمیانی امور اور خارجی بندھن اور رکاوٹیں اس کی توجہ کو پھرا سکتی ہیں اور ایک لحظہ کے لئے بھی وہ خیال اس کے دل سے نکل سکتا ہے تو مَیں سچ کہتا ہوں کہ وہ خدائے تعالیٰ کا عاشق نہیں اور اس سے محبت نہیں کرتا اور اسی لئے وہ روشنی اور نور جو سچے عاشقوں کو ملتا ہے اسے نہیں ملتا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں آ کر اکثر لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے اور خدا کا انکار کر بیٹھے ہیں۔ نادانوں نے اپنی محبت کا امتحان نہیں کیا اور اس کا وزن کئے بدُوں ہی خدا پر بدظن ہو گئے ہیں۔

پس میرے خیال میں خدا تعالیٰ کا غیب میں رہنا انسان کی سعادت اور رُشد کو ترقی دینے کی خاطر ہے اور اس کی روحانی قوتوں کو صاف کر کے جلا دینے کے لئے تاکہ وہ نور اس میں پرکاش ہو۔ ہم جو بار بار اشتہار دیتے ہیں اور لوگوں کو تجربہ کے لئے بلاتے ہیں بعض لوگ ہم کو دکاندار کہتے ہیں۔ کوئی کچھ بولتا ہے کوئی کچھ۔ غرض ان بھانت بھانت کی بولیوں کو سن کر ہم جو ہر ملک میں جو اس دنیا پر آباد ہے یورپ امریکہ وغیرہ میں اشتہار دیتے ہیں اس کی غرض کیا ہے؟

ہماری غرض بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ لوگوں کو اس خدا کی طرف رہنمائی کریں جسے ہم نے خود دیکھا ہے۔ سنی سنائی بات اور قصّہ کے رنگ میں ہم خدا کو دکھانا نہیں چاہتے بلکہ ہم اپنی ذات اور اپنے وجود کو پیش کر کے دنیا کو خدا تعالیٰ کا وجود منوانا چاہتے ہیں۔

یہ ایک سیدھی بات ہے خدا تعالیٰ کی طرف جس قدر کوئی قدم اٹھاتا ہے خدا تعالیٰ اس سے زیادہ سُرعت اور تیزی کے ساتھ اس کی طرف آتا ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں جب کوئی معزز آدمی کا منظور نظر عزیز اور واجب التعظیم سمجھا جاتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا اپنے اندر ان نشانات میں سے کچھ بھی حصہ نہ لے گا جو خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور بے انتہا طاقتوں کا نمونہ ہوں۔ یہ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی غیرت کبھی تقاضا نہیں کرتی کہ اس کو ایسی حالت میں چھوڑے کہ وہ ذلیل ہو کر پیسا جاوے۔ نہیں، بلکہ وہ خود وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہ اپنے اس بندہ کو بھی ایک فرد اور لاشریک بنا دیتا ہے۔ دنیا کے تختہ پر کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہر طرف سے اس پر حملے ہوتے ہیں اور ہر حملہ کرنے والا اس کی طاقت کے اندازہ سے بے خبر ہو کر جانتا ہے کہ مَیں اسے تباہ کر ڈالوں گا، لیکن آخر اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا بچ نکلنا انسانی طاقت سے باہر کسی قوّت کا کام ہے۔ کیونکہ اگر اسے پہلے سے یہ علم ہوتا تو وہ حملہ بھی نہ کرتا۔

پس وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے حضور ایک تقرّب حاصل کرتے ہیں اور دنیا میں اس کے وجود اور ہستی پر ایک نشان ہوتے ہیں بظاہر اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ہر ایک مخالف اپنے خیال میں یہ سمجھتا ہے کہ میرے مقابلہ میں یہ بچ نہیں سکتا، کیونکہ ہر قسم کی تدبیر اور کوشش کے نتائج اسے یہیں تک پہنچاتے ہیں، لیکن جب وہ اس زَد میں سے ایک عزت اور احترام کے ساتھ اور سلامتی سے نکلتا ہے تو ایک دم کے لئے تو اسے حیران ہونا پڑتا ہے کہ اگر انسانی طاقت کا ہی کام تھا تو اس کا بچنا محال تھا، لیکن اب اس کا صحیح سلامت رہنا انسان کا نہیں بلکہ خدا کا کام ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ مقرّبان بارگاہ الٰہی پر جو مخالفانہ حملے ہوتے ہیں، وہ کیوں ہوتے ہیں؟ معرفت اور گیان کے کُوچہ سے بے خبر لوگ ایسی مخالفتوں کو ایک ذلّت سمجھتے ہیں، مگر ان کو کیا خبر ہوتی ہے کہ اس ذلّت میں اُن کے لئے ایک عزّت اور امتیاز نکلتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجود اور ہستی پر ایک نشان ہوتا ہے۔ اسی لئے یہ وجود آیات اللہ کہلاتے ہیں۔

غرض ہم جو اشتہار دے کر لوگوں کو بلاتے ہیں تو ہماری یہی آرزو ہے کہ ان کو اس خدا کا پتہ دیں جسے ہم نے پایا اور دیکھا ہے اور وہ اَقرب راہ بتلائیں جس سے انسان جلد با خدا ہو جاتا ہے۔ پس ہمارے خیال میں قصّہ کہانی سے کوئی معرفت اور گیان ترقی نہیں پا سکتا جب تک کہ خود عملی حالت سے انسان نہ دیکھے اور یہ بدُوں اس راہ کے جو ہماری راہ ہے میسّر نہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 213-212 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت
مختلف زبانوں میں
تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

کیکویو (Kikuyu) ترجمہ قرآن کریم

کیکویو (Kikuyu) کینیا میں آباد Gikuyu لوگوں کی زبان ہے جو کینیا کی آبادی کا 22 فیصد ہیں۔ یعنی قریباً چھ ملین افراد یہ زبان بولتے ہیں۔

کیکویو زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کا کام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوا۔ یہ ترجمہ مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کے سواحیلی ترجمہ قرآن کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا تھا۔ مترجم کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ ایک لمبے عرصہ تک نظر ثانی کے لئے کسی موزوں آدمی کے نہ ملنے کی وجہ سے اس کی طباعت ممکن نہ ہوسکی۔

جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے منصوبہ کے تحت مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی اشاعت کے لئے خصوصی کوششیں کی گئیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت پر کینیا کے اُس وقت کے امیر و مشنری انچارج مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب کی مساعی سے نیروبی کے نواح میں ایک گاؤں کے ایک معلم محمد متوری سالم (Muhammad Muturi Salim) سے رابطہ ہوا جنہیں کیکویو زبان پر کافی عبور تھا۔ یہ پیدائشی طور پر عیسائی تھے مگر 1978ء میں شیعہ اثنا عشری فرقہ میں شامل ہو کر داخل اسلام ہوئے تھے۔ اور کسی حد تک اسلامی تعلیمات اور اصطلاحات سے واقفیت رکھتے تھے۔ ابتدا میں ان سے بعض مختصر رسالوں کا ترجمہ کروایا گیا۔ اور ترجمہ کی تسلی ہونے پر کیکویو ترجمہ قرآن کی نظر ثانی کا کام ان کے سپرد کیا گیا۔ ترجمہ کی نظر ثانی میں انہوں نے بڑی تندہی سے کام کیا۔

مکرم جمیل الرحمٰن صاحب رفیق نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خواہش کے مطابق جلسہ سالانہ یوکے 1987ء سے قبل ترجمہ کی نظر ثانی تو مکمل ہوگئی لیکن اس سے اگلا مرحلہ اس کی کیمرہ ریڈی کاپی تیار کرنے کا تھا۔ اس سلسلہ میں مشکل یہ پیش آئی کہ نیروبی کے قریباً تمام چھاپہ خانوں میں Kikuyu زبان کے characters چھاپنے کا کوئی انتظام موجود نہ تھا۔ اس صورتحال میں نیروبی کے نسبتاً ایک چھوٹے پریس کے مالک Mr. Lalit Sharma نے کیکویو زبان کے characters تیار کرنے اور کیمرہ ریڈی کاپی تیار کرنے کی سب سے کم قیمت میں حامی بھرلی۔ اس طرح مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد کیکویو ترجمہ طباعت کے لئے تیار ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1988ء میں اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ کے زیر اہتمام Unwin Brothers LTD, The Gresham Press Old Woking, Surrey -UK سے شائع ہوا۔

کیکویو زبان میں مکمل قرآن مجید کا یہ پہلا ترجمہ ہے جس کی اشاعت کی توفیق خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو عطا ہوئی۔

1988ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مشرقی افریقہ کے ممالک کے دورہ کے دوران کینیا تشریف لائے تو اس موقع پر ایک استقبالیہ تقریب میں کیکویو ترجمہ قرآن کریم کی تقریب رونمائی بھی ہوئی۔ حضور انور رحمہ اللہ نے اس ترجمہ کی تکمیل پر بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا اور مکرم محمد متوری سالم صاحب اور Mr. Lalit Sharma کو اس خدمت میں حصّہ لینے پر مبارکباد دی۔ اس محفل میں دیگر مہمانان کے علاوہ آنریبل Jermiah Nyagah بھی موجود تھے جو اُس وقت Minister for Enviroment and Natural Recources کے عہدہ پر فائز تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے انہیں بھی کیکویو ترجمہ قرآن کا نسخہ تحفہ کے طور پر دیا۔ موصوف دوران تقریب کیکویو ترجمہ قرآن کی ورق گردانی کرتے رہے۔ اور جب انہیں گفتگو کا موقع ملا تو انہوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ قرآن کریم کا یہ کیکویو ترجمہ بائبل کے کیکویو ترجمہ سے بہت اعلیٰ ہے۔ اور اس ترجمہ کی خدمت پر جماعت احمدیہ کو بہت مبارکباد دی۔ کینیا ٹائمز منگل 4 اپریل 1989ء میں اس موقع کی تصویر بھی شائع ہوئی ہے۔

جماعت احمدیہ فرانس کے
23 ویں جلسہ سالانہ 2014ء کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ : منصور احمد مبشر۔ ناظم پروگرام)

فرانس میں 15، 16 و 17/اگست 2014ء کو 23 واں جلسہ سالانہ اپنی نئی جلسہ گاہ میں منعقد ہوا جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ''بیت العطا'' عطا فرمایا ہے۔

15 اگست کو مقامی طور پر نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد لندن سے براہ راست حضور انور کا خطبہ جمعہ سنا گیا۔ 4:20 پر پرچم کشائی کے بعد افتتاحی اجلاس مکرم اشفاق ربّانی صاحب امیر جماعت فرانس کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم امیر صاحب کی افتتاحی تقریر کا عنوان تھا: ''مقامِ خلافت از حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل''۔ دوسری تقریر خاکسار نے ''خلافت احمدیہ، تائیداتِ الٰہیہ کی مظہر'' کے موضوع پر کی۔ اس کے بعد دعا ہوئی۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا اجلاس 16 اگست کی صبح مکرم ابدال ربّانی صاحب صدر مجلس انصاراللہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر ''تعلق باللہ'' کے موضوع پر مکرم حافظ عاصم منظور صاحب نے کی۔ دوسری تقریر صدر اجلاس نے ''ہماری کمزوریاں اور اصلاح کے ذرائع'' کے موضوع پر کی۔

ہفتہ کی شام کو تیسرا اجلاس مکرم عثمان طورے صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد ''مالی قربانی کی اہمیت'' کے عنوان سے مکرم عمر احمد صاحب نے تقریر کی۔ دوسری تقریر مکرم ڈاکٹر کونے ادریسہ صاحب نے ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کے موضوع پر کی۔ یہ تقاریر فرانسیسی زبان میں کی گئیں۔

اسی روز نماز مغرب و عشاء کے بعد ایک سیمینار ''تربیت نومبایعین'' بھی منعقد ہوا۔

اتوار کے روز 11 بجے جلسہ کا اختتامی اجلاس مکرم امیر صاحب فرانس کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت اور قصیدہ کے بعد اجلاس کی پہلی تقریر فرنچ زبان میں مکرم آصف عارف صاحب نے ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک'' جبکہ دوسری تقریر مکرم مقصود الرحمٰن صاحب نے ''تربیت اولاد از ارشادات امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز'' پر کی۔ اس کے بعد اردو نظم ہوئی۔ اجلاس کی آخری تقریر مکرم نصیر احمد شاہد صاحب مبلغ سلسلہ فرانس کی تھی جس کا موضوع تھا: ''جماعت احمدیہ میں 1914ء کی اہمیت''۔ آپ نے لاہوری جماعت کے اطوار بیان کئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اور اُس کے بعد کے اُن کے حالات بیان کئے۔ اور بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر خلافت احمدیہ کی تائید و نصرت فرمائی۔ اس تقریر کے بعد مکرم امیر صاحب نے اختتامی کلمات کہے اور پھر اجلاس کے اختتام پر افریقی بھائیوں نے ''لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہ'' کا ترانہ پڑھ کر سنایا۔

جلسہ کے دوران تہجد اور دیگر نمازیں باجماعت ادا کی گئیں۔ فجر کی نماز سے قبل صلّ علیٰ کا اہتمام بھی کیا گیا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن اور درس حدیث دیا جاتا۔ جمعہ کے روز علمی سوال و جواب کی مجلس ہوئی جبکہ ہفتہ کو تبلیغی سوال و جواب کی ایک مجلس ہوئی۔ جلسہ کے ہر سیشن کے آخر پر دورانِ سال احمدیت قبول کرنے والے نومبایعین میں سے دو یا تین نے اپنے ایمان افروز تجربات بیان کئے۔

نیشنل سیکرٹری اشاعت کی طرف سے اردو، عربی اور فرنچ کتب کا سٹال لگایا گیا جبکہ ایک نمائش میں تصاویر اور مختلف چارٹس کے ذریعہ اہم معلومات کو دیکھنے والوں تک پہنچایا گیا۔ جلسہ کی تمام اردو تقاریر کا فرنچ اور فرنچ تقاریر کا اردو زبان میں ترجمہ ساتھ کے ساتھ پیش کیا جاتا رہا۔ جلسہ سالانہ کی کُل حاضری 978 تھی۔

16/اگست بروز ہفتہ صبح گیارہ بجے مستورات کا علیحدہ اجلاس بھی منعقد ہوا جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ آیات کے اردو اور فرنچ ترجمہ کے بعد نظم ہوئی اور پھر پہلی تقریر نیشنل سیکرٹری تبلیغ لجنہ محترمہ رقیہ رحیمن صاحبہ نے ''نزول مسیح'' کے عنوان پر فرنچ زبان میں کی۔ تقریر کا اردو ترجمہ مکرمہ نزہت عارف صاحبہ نے کیا۔ پھر ''درّثمین'' سے ایک نظم اور اس کا فرنچ ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد اجلاس کی دوسری تقریر مکرم قدسیہ وسیم صاحبہ صدر لجنہ فرانس نے ''محبتِ الٰہی'' کے عنوان پر کی۔ اس تقریر کا فرنچ ترجمہ مکرمہ انیقہ رحمٰن صاحبہ نے کیا۔ پھر دو نومبائع بہنوں مکرمہ آئسہ تاسی صاحبہ اور محترمہ خدیجہ صاحبہ نے اپنے تأثرات بیان کئے اور آخر میں اردو، عربی اور فرنچ میں ترانہ پیش کیا گیا۔ جلسہ مستورات کی حاضری 439 تھی۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ فرانس کو ہر پہلو سے بابرکت فرمائے۔ آمین

بقیہ: رپورٹ پیس کانفرنس از صفحہ 17

حضورِ انور ایدہ اللہ نے مسلمان کہلانے والے شدّت پسندوں کی جانب سے عراق کے تاریخی شہروں میں دیگر مذاہب کی مقدس عمارات اور نوادرات کے تباہ کرنے کو قرآنی تعلیمات کے برخلاف قرار دیا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ان شہروں میں موجود ان سائٹس کو چودہ سو سال سے مسلمان حکمران تحفظ فراہم کرتے رہے ہیں اور آج شدّت پسند لوگ اسلام کے نام پر ہی ان کو تباہ کر رہے ہیں۔ ان کا یہ فعل اسلامی تعلیمات سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ کوئی سچا مسلمان ایسا کام نہیں کرسکتا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب کے اختتام میں تمام پارٹیوں کو اجتماعی حیثیت میں بھی اور افراد کو انفرادی حیثیت میں دنیا میں امن کے فروغ کے لئے اپنا اپنا کردار ادا کرنے کی اپیل کی۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ اگر انصاف اور ایمانداری کو معاشرے کی ہر سطح پر قائم کر دیا جائے تو اب بھی تیسری جنگِ عظیم سے بچا جا سکتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس وقت بعض آوازیں یہ آنے لگی ہیں کہ تیسری جنگِ عظیم شروع ہو چکی ہے۔ مَیں اب بھی یقین رکھتا ہوں کہ اگر ہم کوشش کریں تو اس بہت بڑی تباہی سے بچ سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے دنیا کے تمام لیڈرز کو اور ہر فردِ واحد کو کسی خاص گروہ یا مذہب کو تنقید کا نشانہ بنانے سے رکنا ہوگا اور اپنے ذاتی یا قومی مفاد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انصاف؛ صاف، سیدھے اور سچے طرزِ عمل؛ اور ایمانداری کے تقاضوں کو معاشرے کی ہر سطح پر پورا کرنا ہوگا۔

حضورِ انور نے اپنے خطاب کا اختتام اس دعا پر کیا کہ: میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے فرائض بجالانے کی توفیق بخشے۔'

اس کانفرنس کے موقع پر امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تقریب کے شروع ہونے سے قبل ازراہِ شفقت بعض معززین کو خصوصی طور پر شرفِ ملاقات بخشا اور کانفرنس کے بعد یورپین اور ایشن میڈیا سے تعلق رکھنے والے صحافیوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔

اس تقریب کے دوران امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انڈیا سے تعلق رکھنے والی ایک مشہور سماجی کارکن محترمہ سِندھوتائی سَپکَل صاحبہ کو جو کہ 'یتیموں کی مائی' کے نام سے مشہور ہیں 'احمدیہ مسلم پرائز فار دی ایڈوانسمنٹ آف پیس' سے نوازا۔ یہ ایوارڈ انسانیت کی خاطر ان کی بے مثال خدمات کے اعتراف میں دیا گیا۔ آپ ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھنے کے باوجود اب تک چودہ سو سے زائد یتیم اور بے سہارا بچوں کی کفالت اور پرورش کا مشکل کام سرانجام دے چکی ہیں۔ اور یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔

اس پیس کانفرنس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے انگریزی زبان میں فرمودہ خطاب کا اردو ترجمہ، مہمانوں کی تقاریر اور ان کے تأثرات اور پریس کانفرنس میں پوچھے گئے سوالات وغیرہ کے متعلق تفصیلی رپورٹ الفضل انٹرنیشنل کی آئندہ کسی اشاعت میں شائع کی جائے گی۔ انشاءاللہ۔

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 344

مکرم منصور الحفیان صاحب

مکرم منصور الحفیان صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق شام کے شہر حمص سے ہے جہاں میری پیدائش 1970 میں ہوئی۔ دنیاوی لحاظ سے میرا تعلق ایک متوسط خاندان سے ہے جبکہ دینی لحاظ سے ہم مسلمان سنّی معاشرے میں رہ رہے تھے لیکن دینی تعلیمات پر عمل مفقود تھا۔ ہمارے خاندان میں بھی بہت کم لوگ ایسے تھے جو نمازی تھے جبکہ اکثریت جمعہ کی نماز پڑھ لینے اور رمضان کے روزے رکھ لینے کو ہی اپنی مسلمانی کے لئے کافی سمجھتے تھے۔ عملی کجروی کے علاوہ عقائدی انحراف بھی واضح تھا اور دین کے نام پر نہ جانے کیا کیا خرافات رائج ہوگئی تھیں۔ صحیح اسلامی عقائد وتعلیمات سے دُوری کا یہ عالَم تھا کہ برائی کی مناہی کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات کا ذکر کرنے اور خدا کی ناراضگی یاد دلانے کی بجائے یہ کہا جاتا تھا کہ یہ عیب اور عار ہے۔ مثلاً چوری کو گناہ کہنے یا خدا اور اس کے رسول کی ناراضگی کا موجب ٹھہرانے کی بجائے کہا جاتا تھا چوری کرنا بڑی کمزوری اور ایک عار ہے، اسی طرح بدنظری اور دیگر گناہوں کو بھی محض ایک عیب ہی گردانا جاتا تھا۔

قصص انبیاء اور میرے تصورات

انبیاء کے بارہ میں ہمارے معاشرے میں عجیب عجیب قصے مشہور تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بارہ میں مشہور تھا کہ جس درخت سے اسے روکا گیا وہ سیب کا درخت تھا اور بالآخر انہوں نے سیب کا پھل کھا کر خدا کی نافرمانی کی۔ ہم آنکھیں بند کر کے ان باتوں پر ایمان لاتے تھے اور کبھی نہیں سوچا تھا کہ سیب میں ایسا کونسا زہر ہے جس کی بنا پر آدم کو تو اسے کھانے سے روک دیا گیا تھا لیکن ہمیں اسے کھانے کی اجازت دی گئی؟

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارہ میں یہ مشہور تھا کہ وہ کرۂ ارض پر موجود تمام حیوانات سے ہمکلام ہوا کرتے تھے۔

عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں یہ بیان کیا جاتا تھا کہ انہوں نے بہت سے مُردوں کو زندہ کیا اور پھر انہوں نے کئی سال گزارنے کے بعد وفات پائی۔

ان تمام قصّوں میں سے مجھے مسیحِ آخرالزمان علیہ السلام کا قصہ بہت پسند تھا جس کے بارہ میں یہ مشہور تھا کہ آخری زمانے میں کانے دجال نے ظاہر ہونا ہے جو ایک عجیب وغریب مخلوق ہوگی۔ اس کے ماتھے پر ''ک ف ر'' لکھا ہوا ہوگا، پھر بھی خلقِ کثیر اس کی پیروی کرنے لگے گی۔ ایسے میں مسیح آخرالزمان ظاہر ہوں گے اور جو ان کی پیروی کرے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو دجّال کے پیچھے چلے گا وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

مَیں بچپن میں ایسے قصے سنتا تو تصویری رنگ میں میرے ذہن میں ایک فلم چلنے لگتی تھی۔ میں تصور کی آنکھ سے دیکھتا تھا کہ مسیح آخرالزمان کسی گھوڑے یا اونٹ پر سوار ہیں اور آپ کے پیچھے لوگوں کی قطاریں چل رہی ہیں کیونکہ آپ ان کو لے کر جنّت کی طرف جارہے ہیں۔ پھر سوچتا تھا کہ اگر دجّال کے پیچھے چلنے والوں کو علم ہے کہ وہ انہیں جہنم کی طرف لے کر جارہا ہے تو پھر وہ کیوں اس کے پیچھے چلتے جارہے ہیں؟ بالآخر میں اپنے دل میں یہی عزم راسخ کر لیتا کہ جب مسیح آخرالزمان ظاہر ہوں گے تو میں ان کے پیچھے ہی چلوں گا۔ اس قصہ کا میری زندگی پر بہت بڑا اثر ہے۔

روحانی تسکین کی تلاش

مذکورہ معاشرے کا فرد ہونے کی حیثیت سے میری حالت بھی اس کے دیگر افراد سے زیادہ مختلف نہ تھی۔ تاہم کبھی کبھی میں کئی ماہ تک نماز کا پابند رہتا لیکن پھر ایسی سستی چھا جاتی کہ نماز بھی چھوٹ جاتی۔ یہی حالت میرے دیگر دوستوں کی بھی تھی یعنی کبھی پابندِ نماز ہوجاتے تو کبھی اسیرِ خواہشات۔

میں یہ سنا تو کرتا تھا کہ نماز اور دینی امور کی پابندی دلی تسکین اور اطمینان کا باعث ہے۔ لیکن عملی طور پر یہ روحانی تسکین مجھے کبھی میسر نہ آئی تھی۔ اسی تسکین کی تلاش میں مَیں صوفیوں کے پاس بھی گیا اور ان کے ہاں ہونے والی ذکر کی محفلوں میں بھی بیٹھا نیز عبادت کے نام پر رائج عجیب وغریب حرکات کرنے اور چیخ چیخ کر خدا کا نام پکارنے جیسے افعال کا حصہ بنا لیکن روحانی تشفی نہ ہوئی۔

تین سال تک انجنیئر نگ کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کئی مشکلات کی بنا پر مجھے پڑھائی چھوڑنی پڑی۔ جس کے بعد مجھے لازمی فوجی ٹریننگ کے لئے بلا لیا گیا۔ یہاں میری ملاقات خالد اللیل صاحب سے ہوئی۔ گو اس ٹریننگ کے دوران ہماری ڈیوٹیوں کی جگہ تبدیل ہوتی رہی لیکن یہ عجیب اتفاق تھا کہ ہر جگہ مَیں اور خالد اکٹھے رہے۔ بالآخر ہماری تبدیلی دمشق میں ہوگئی۔ ہم میں دوستی تو پہلے ہی ہوچکی تھی اب دمشق میں رہ کر ہماری ملاقاتیں زیادہ ہوگئیں جن میں مختلف موضوعات پر گفتگو ہونے لگی۔ میں نے محسوس کیا کہ ہر معاملہ میں خالد صاحب کی رائے مختلف لیکن مؤثر اور تسلی بخش ہوتی تھی۔ ایک روز باتوں باتوں میں جنّوں کا موضوع چل نکلا۔ مَیں تو روایتی تشریح کا بشدت قائل تھا اور اس کا ہی دفاع کرتا تھا لیکن خالد صاحب سے بات ہوئی تو مجھے اس کے مضبوط دلائل کی وجہ سے اس کے نقطۂ نظر سے اتفاق کئے بغیر چارہ نہ رہا۔

اسی طرح میں عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے کا قائل تھا لیکن خالد صاحب کے پیش کردہ دلائل کو سن کر مجھے وفاتِ مسیحؑ کا بھی قائل ہونا پڑا۔ ہم دونوں دمشق میں تین ماہ اکٹھے رہے، اس عرصہ میں بہت سے دینی امور کے بارہ میں ہماری تفصیلی بات ہوئی اور ہر بار مجھے خالد صاحب کی بات ہی ماننی پڑی۔

امام الزمان آچکا

اس کے بعد میری تبدیلی کسی دوسرے شہر میں ہوگئی۔ میرے جانے سے قبل خالد صاحب نے مجھے روک کر کہا کہ شاید آج کے بعد ہماری ملاقات نہ ہو اس لئے میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مسیح آخرالزمان آچکا ہے اور مختلف دینی مسائل کے بارہ میں جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس میں میرا کوئی کمال نہیں کیونکہ وہ سب کچھ مَیں نے اسی امام الزمان کی کتب سے لیا ہے۔

پھر انہوں نے حدیثوں کے حوالے سے بتایا کہ مسیح و مہدی ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں اور یہی وہ مصلح ربّانی ہے جس کے بارہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وصیت فرمائی ہے کہ جب وہ ظاہر ہو تو برف کے پہاڑوں پر سے بھی چل کر جانے پڑے تو جا کر اس کی بیعت کرنا۔

یہ باتیں سن کر مجھے شدید دھچکا لگا۔ میں نہ تو خالد صاحب کے جھوٹا ہونے کا تصور کر سکتا تھا، نہ ہی مختلف دینی مسائل کے بارہ میں مسیح الزمان کی کتب سے ماخوذ مفاہیم کو جھٹلا سکتا تھا کیونکہ وہ عین حق تھا۔ لیکن بچپن سے مسیح ومہدی کے بارہ میں سن سن کر میرے ذہن میں اس کی آمد کا تصور بالکل جدا تھا۔ اب جب حق کو اس شکل میں سامنے دیکھا تو سکتہ میں آگیا۔ نیز میں تو امام مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی تمنا کیا کرتا تھا لیکن خیال یہی تھا کہ یہ واقعہ بہت بعد کے زمانے سے تعلق رکھتا ہے۔ اب جب اس موعود کے ظاہر ہونے کا سنا تو ڈر محسوس ہونے لگا کہ کہیں کوئی غلط فیصلہ نہ کر بیٹھوں۔

بیعت

میں نے دعا کے بعد سوچا کہ اس شخص کی سچائی کے میرے پاس کئی دلائل آچکے ہیں اس لئے اب مجھے فیصلہ کرنا ہے کہ میں اس کے ساتھ ہوں یا اس کے مکذّبین کے ساتھ؟ اس سوال کا میرے پاس ایک ہی جواب تھا کہ میں اس کا مکذب نہیں ہوسکتا، لہٰذا مجھے اس کی بیعت کر لینی چاہئے۔ چنانچہ میں نے 1996ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ اس وقت میں حمص شہر سے بیعت کرنے والا پہلا شخص تھا۔

زرّیں نصیحت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی طرف سے بیعت کا جواب نہایت مختصر لیکن نہایت جامع تھا۔ اس خط میں ایک بات کو میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ''ریوڑ سے جدا ہوجانے والی بھیڑ کی طرح نہ ہوجانا!''

میں نے اس وقت سے یہ نصیحت اپنے پلّے باندھ لی اور جہاں بھی جاتا ہوں سب سے پہلے وہاں کے افراد جماعت سے رابطہ کرتا ہوں۔

☆☆☆☆☆

مکرمہ سوسن عونی صاحبہ

مکرم سوسن عونی صاحبہ لکھتی ہیں: میرا تعلق شام کے شہر حمص سے ہے۔ میری پیدائش ایک مسلمان گھرانے میں ہوئی لیکن وہ اسلامی تعلیم کی پابندی سے آزاد تھا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ مجھے بچپن سے ہی صوم وصلوٰۃ کی پابندی کی فکر تھی اور بارہ سال کی عمر سے ہی میں نے اپنی مرضی سے حجاب پہننا شروع کر دیا تھا۔

جس گھرانے میں میری شادی ہوئی ان کی دینی حالت ہمارے خاندان سے بھی بری تھی۔ میرے سسرال والے میرے لباس اور میرے پردے وغیرہ کی بنا پر مجھے تمسخر کا نشانہ بناتے، لیکن چونکہ مَیں نے خود یہ راہ اختیار کی تھی اس لئے مجھے کسی کی پرواہ نہ تھی۔

احمدیت سے تعارف اور بیعت

میری عمر 27 سال تھی جب ایک روز میرے جیٹھ منصور الحفیان صاحب جنّوں کے بارہ میں ایک کتاب لائے۔ انہوں نے یہ کتاب مجھے بھی مطالعہ کے لئے دی۔ مجھے یہ کتاب بہت پسند آئی۔ جب میں نے منصور صاحب سے اس کتاب کے مؤلف کے بارہ میں پوچھا تو جواب میں انہوں نے مجھے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ پھر مختلف موضوعات پر میری ان کے ساتھ تفصیلی بحثیں ہوئیں۔ ہر مسئلہ میں ان کی بیان کردہ وضاحت نہایت تسلی بخش ہوتی تھی۔ یوں میں آہستہ آہستہ جماعت احمدیہ اور اس کے عقائد کا علم حاصل کرنے لگی یہاں تک کہ میری تسلی ہوگئی اور پھر وہ دن بھی آگیا جب میں نے منصور صاحب سے کہا کہ مَیں بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ چنانچہ میں نے ان کی مدد سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔

قریۂ نور

بیعت کے بعد اطمینان قلب اور انشراح صدر کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ رؤیا دکھایا: میں نے دیکھا کہ میں اور میرے جیٹھ منصور صاحب اور ان کی اہلیہ سمندر کے کنارے پر موجود ہیں۔ یہ سمندر پورے کا پورا سیاہ ہوگیا ہے اور ہر طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ سمندر کے کنارے کئی عورتیں سیاہ لباس پہنے ہوئے پھر رہی ہیں۔ ایسے میں ایک طرف ہمیں ایک بستی نظر آتی ہے جس کی بلند وبالا عمارتوں کے اوپر سے غیر معمولی نور اٹھتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہم اس بستی کی طرف چلے جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ نور نہایت دلنشیں ہے اور اس بستی کی چاروں طرف سے شدید حفاظت کی جارہی ہے۔ اس رؤیا سے مَیں بخوبی سمجھ گئی کہ اس زمانے کے بحرِ ظلمات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں قریۂ نور کی طرف ہدایت دی ہے۔

استجابت دعا اور خاوند کی بیعت

چونکہ میرا خاوند غیر احمدی تھا اور میرے احمدیوں سے میل ملاپ کا شدید مخالف تھا۔ میں کبھی کبھی لجنہ کے اجتماع یا اجلاس میں جاتی لیکن اس کے لئے مجھے بہت سی مشکلات سے گزرنا پڑتا تھا۔ ان اجلاسات میں خطبہ جمعہ وغیرہ سنتی تو دل کی حالت ہی اور ہوجاتی تھی۔ میرا دل چاہتا تھا کہ کاش ایسی مجالس میں حاضری کی توفیق ملتی رہے لیکن مجھ پر اہلِ خانہ اور خصوصًا خاوند کی طرف سے قدغن لگائی گئی تھی۔

2008ء کا سال آیا تو تمام احمدیوں نے دمشق میں اکٹھے ہوکر خلافت جوبلی منانے کا پروگرام بنایا۔ مجھے بہت خوشی تھی کہ اس جلسہ میں حاضری سے میرا سب سے تعارف ہوجائے گا۔ لیکن بعض انتظامی اور ملکی امن کی صورتحال کی بنا پر عورتوں کو اس جلسہ میں شرکت سے روک دیا گیا۔ چنانچہ اس کے متبادل کے طور پر حمص شہر میں ہی ایک احمدی کے گھر پر عورتوں کا اجلاس بلا لیا گیا۔ تمام عورتیں دمشق میں ہونے والے تاریخی اجتماع میں شرکت سے محروم رہنے پر بہت غمزدہ تھیں اور میرا غم تو دوچند تھا کیونکہ مجھے تو مقامی اجلاسات میں بھی شمولیت کی اجازت نہ تھی۔ میں نے سب ممبرات لجنہ سے اپنی صورتحال بیان کر کے دعا کی درخواست کی۔ شاید وہ قبولیت کا وقت تھا، اللہ تعالیٰ نے دعائیں سنیں اور ایسا فضل فرمایا کہ ایک سال سے بھی کم عرصہ میں میرے خاوند کو بھی ہدایت نصیب ہوگئی اور وہ بھی احمدیت کی آغوش میں آگئے۔

میں مسلسل خلیفۂ وقت کے ساتھ رابطے میں رہتی ہوں۔ حضور انور کے چہرۂ مبارک کا دیدار کر کے، آپ کی باتوں کو سن کر اور آپ سے رابطہ کر کے مجھے دلی اطمینان اور روحانی تسکین ملتی ہے۔ ایدہ اللہ بروح القدس۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

اسلامی نظام حکومت کا ایک اجمالی نقشہ

(انتخاب از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

فرمودہ 28 دسمبر 1950ء برموقع جلسہ سالانہ ربوہ)

(مطبوعہ۔انوار العلوم جلد 22)

قسط نمبر 3

دربارِ عام کا ایک اور مقصد

دربارِ عام کا ایک مقصد جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے بادشاہ کے خاص قوانین کا اعلان کرنا ہوتا ہے۔

دلّی میں شاہی دربار منعقد ہوا تو اس کی غرض یہ تھی کہ بادشاہ بنگال کی تقسیم کی منسوخی کا اعلان کرے مگر یہ غرض کتنی چھوٹی اور کتنی حقیر تھی اور پھر کتنی عجیب بات ہے کہ وہی تقسیم جو 1911ء میں منسوخ کی گئی تھی چھتیس سال کے بعد دوبارہ ظہور میں آ گئی۔ اگر اُس وقت جارج پنجم کو یہ پتہ لگ جاتا کہ چھتیس سال کے بعد بنگال کی پھر تقسیم ہو جائے گی اور اس وقت دو صوبے ہی نہیں بلکہ دو الگ الگ حکومتیں بن جائیں گی تو شاید اُسے یہ اعلان کرتے ہوئے ہنسی آ جاتی اور وہ سوچتا کہ میں کیا حماقت کر رہا ہوں۔

قرآنی آئین کا اعلان اور اس کی اہم خصوصیات

یہاں بھی ایک قانون کا اعلان ہوتا ہے مگر وہ قانون کس قسم کا ہے۔ فرماتا ہے: اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِہًا مَّثَانِیَ تَقۡشَعِرُّ مِنۡہُ جُلُوۡدُ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ ثُمَّ تَلِیۡنُ جُلُوۡدُہُمۡ وَقُلُوۡبُہُمۡ اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ہُدَی اللّٰہِ یَہۡدِیۡ بِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ وَمَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنۡ ہَادٍ (الزمر:24) فرماتا ہے ہم ایک نیا آئین جاری کرتے ہیں (جیسے انگریز آئے تو انہوں نے تعزیراتِ ہند کا نفاذ کیا) ہم ایک نیا گورنر جنرل قیامت تک کے لئے مقرر کرتے ہیں اور اس کے ساتھ دنیا کی ہدایت اور اس کی راہنمائی کے لئے ایک قانون بھی نازل کرتے ہیں مگر تمہارے قانونوں اور اس قانون میں بہت بڑا فرق ہے۔ تمہارے قانون کی فرمانبرداری لوگ ڈر سے کرتے ہیں وہ اس لئے کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے بغاوت کی تو پولیس انہیں گرفتار کر لے گی ورنہ ان قوانین کی تائید کرنے والے بھی بعض دفعہ اپنے دلوں میں سمجھتے ہیں کہ یہ قوانین غلط ہیں اور جب انہیں اختیار ملتا ہے تو وہ ان کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ہمارا قانون اپنی ذات میں ایسی خوبیاں رکھتا ہے کہ جس سے کوئی سوچنے والا انسان انکار نہیں کر سکتا۔

اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡث

نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ ہم ایک قانون جاری کر رہے ہیں مگر وہ کوئی جبری قانون نہیں وہ محض اپنی بادشاہت منوانے کے لئے نہیں بلکہ بہتر سے بہتر بات جو کہی جاسکتی ہے خواہ دینی رنگ میں یا دُنیوی رنگ میں، خواہ عقل سے خواہ نقل سے، خواہ روایت سے خواہ درایت سے، خواہ چھوٹوں کے لئے خواہ بڑوں کے لئے، خواہ مَردوں کے لئے، خواہ عورتوں کے لئے، ان تمام بہترین باتوں کو اِس قانون میں جمع کر دیا گیا ہے اور اب قیامت تک یہ قانون منسوخ نہیں ہوسکتا۔ دُنیوی حکومتیں بعض دفعہ بڑی سوچ بچار کے بعد قانون بناتی ہیں مگر تھوڑے عرصہ کے بعد ہی انہیں اپنا قانون اپنے ہاتھوں سے منسوخ کرنا پڑتا ہے۔ امریکہ نے بڑا زور لگایا کہ وہ کسی طرح شراب کے استعمال کو روک دے اور اُس نے اِس پر قانونی پابندیاں بھی لگائیں مگر تھوڑے عرصہ کے بعد ہی امریکہ کو پھر شراب نوشی کی اجازت دینی پڑی اور شراب کی ممانعت کا قانون اسے منسوخ کرنا پڑا۔

مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم جس قانون کے نِفاذ کا اعلان کر رہے ہیں وہ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡث پر مشتمل ہے ہر بہتر سے بہتر بات اس میں موجود ہے اور وہ انتہائی طور پر پاک اور بے لوث قانون ہے جس میں بنی نوع انسان کی تمام ضرورتوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ وہ ایسا قانون نہیں جو آج سے سَو یا ہزار سال کے بعد منسوخ ہو سکے یا جس میں ردّو بدل کی گنجائش نکل سکے۔

ایک مکمل قانون

اس کے بعد وہ اور زیادہ تشریح کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ وہ قانون کیا ہے؟ فرماتا ہے کِتَابًا وہ قانون ایک مکمل کتاب ہے۔

جب بادشاہ نے دلّی میں اعلان کے لئے دربار منعقد کیا تو اس نے تعزیراتِ ہند کا اعلان نہیں کیا، اس نے اپنے تمام قوانین کو پیش نہیں کیا، بلکہ صرف تقسیم بنگال کے منسوخ کرنے کا اعلان کیا۔ مگر قرآن کریم کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ اعلان فرماتا ہے کہ ہم تمہارے سامنے ایک ٹکڑا پیش نہیں کرتے بلکہ کامل شریعت پیش کرتے ہیں۔ ایک ٹکڑا بعض دفعہ انسان بھی اچھے سے اچھا بنا سکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ ہزار یا دو ہزار سال تک قائم رہے۔ سوال سارے قانون کا ہے کہ وہ شروع سے لے کر آخر تک مکمل ہو اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہوسکتی ہو۔ یہ کمال کسی اور کلام کو حاصل نہیں۔ پس فرماتا ہے کہ ہم جس قانون کو پیش کرتے ہیں:

اوّل: وہ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡث ہے یعنی اس میں بہتر سے بہتر اور پختہ سے پختہ باتیں بیان کی گئی ہیں اور وہ ایک خوبصورت اور بے عیب قانون ہے۔

دوم: وہ کوئی ایک ٹکڑا نہیں بلکہ تمام قسم کے قانونوں پر حاوی ہے۔

انگلستان میں چند بہائی عورتوں سے گفتگو

میں جب انگلستان گیا تو وہاں ایک دن کچھ بہائی عورتیں مجھ سے ملنے کے لئے آئیں۔ بہائی لوگ بہاء اللہ کو خدا سمجھتے ہیں اور قرآن کریم کو منسوخ قرار دیتے ہیں مگر مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ ہماری دشمنی کی وجہ سے بہائیوں کو تو اچھا سمجھتے ہیں اور ہمارے سلسلہ کے خلاف شور مچاتے رہتے ہیں۔ کراچی کے بعض اخبارات میں صفحوں کے صفحے بہاء اللہ کی تعریف میں شائع کئے جاتے ہیں حالانکہ وہ خدائی کا دعویدار تھا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اُس کا یہ عقیدہ تھا کہ آپ کی حکومت ختم ہوچکی ہے اور اب نئی شریعت کی دنیا کو ضرورت ہے۔

بہرحال وہ عورتیں مجھ سے ملنے کے لئے آئیں ان عورتوں میں سے ایک تو شنگھائی بنک کے مینیجنگ ڈائریکٹر کی بیوی تھی دوسری امریکہ کی رہنے والی تھی اور تیسری ایک احمدی بیرسٹر کی بیوی تھی جو ایرانی اور بہائی تھی۔ ان کے ساتھ عبداللہ کوئلم تھے جو انگلستان کے سب سے پہلے نَو مسلم تھے اور جنہیں ٹرکی نے شیخ الاسلام کا خطاب دیا تھا۔ ان عورتوں نے آتے ہی مجھ سے سوال کیا کہ آپ بہاء اللہ کو کیوں نہیں مانتے؟ میں نے کہا اس لئے نہیں مانتا کہ مَیں قرآن کریم کو مانتا ہوں۔ وہ کہنے لگیں آپ قرآن کو کیوں مانتے ہیں، کیا یہ کتاب منسوخ نہیں ہوسکتی؟ میں نے کہا یہ تو بحث ہی نہیں کہ ایسا ہوسکتا ہے یا نہیں۔ کئی چیزیں ہوسکتی ہیں مگر ہوتی نہیں۔ میں نے کہا تم مر سکتی ہو یا نہیں؟ اگر مر سکتی ہو تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ تم مر چکی ہو؟ تم نے یقیناً ایک دن مرنا ہے مگر اِس وقت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تم مر چکی ہو۔

پس یہ سوال جانے دو کہ کوئی کتاب منسوخ ہوسکتی ہے یا نہیں، سوال یہ ہے کہ کیا اس وقت قرآن کریم منسوخ ہے یا نہیں؟ تم مجھے کوئی ایک بات بتادو جو قابلِ عمل ہو مگر قرآن کریم میں نہ ہو یا بہاء اللہ کی کوئی ایک بات ہی مجھے بتادو جو سب سے اچھی ہو اور وہ قرآن کریم میں بیان نہ ہوئی ہو۔ وہ کہنے لگی کہ بہاء اللہ نے علم سیکھنے کا حکم دیا ہے یہ کتنی اچھی بات ہے۔ میں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اِس حکم پر اتنا زور دیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں جس شخص کی دو لڑکیاں ہوں اور وہ اُن کو اچھی تعلیم دلائے اور نیک تربیت کرے تو اُس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

اِس پر وہ کہنے لگی بہاء اللہ نے ایک سے زیادہ شادیاں کرنا حرام قرار دیا ہے لیکن قرآن اِس کی تعلیم دیتا ہے۔ امریکہ اور انگلستان اور یورپ اسلام کی اس تعلیم کو نہیں مان سکتا اور دنیا اِس ظلم کو کبھی برداشت نہیں کر سکتی۔ میں نے کہا مَیں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ دنیا اس ظلم کو برداشت کر سکتی ہے یا نہیں، تم پہلے مجھے یقینی طور پر بتادو کہ بہاء اللہ نے ایک سے زیادہ شادیاں منع کی ہیں؟ اُس نے کہا ہاں بالکل منع ہے۔ وہ ایرانی عورت جو اُن کے ساتھ تھی وہ عبدالبہاء کے پاس چھ ماہ رہ کر آئی تھی اور اُس نے ان سے خاص تعلیم پائی تھی۔ میں نے کہا اس سے پوچھو کہ آیا بہاء اللہ کی اپنی دو بیویاں تھیں یا نہیں؟ تم تو کہتی ہو کہ ایک سے زیادہ شادیاں منع ہیں اور بہاء اللہ نے آپ دو شادیاں کی ہیں۔ کہنے لگی آپ بِالکل الزام لگا رہے ہیں بہاء اللہ نے ہرگز دو شادیاں نہیں کیں۔ میں نے کہا اِس ایرانی عورت سے پوچھو۔ اُس سے پوچھا تو وہ کہنے لگی اجی مجھے اس جھگڑے میں کیوں گھسیٹتے ہیں، آپ آپس میں بات کیجئے اور مجھے رہنے دیجئے۔ میں نے کہا اس میں گواہی کا سوال ہے آپ سچی گواہی کیوں چُھپاتی ہیں، جو واقعہ ہو وہ آپ بتا دیں۔ کہنے لگی کہ بات یہ ہے کہ انہوں نے یہ دو شادیاں دعویٰ سے پہلے کی تھیں۔ اس پر پہلی عورت نے شور مچا دیا کہ بس جواب ہو گیا یہ دعویٰ سے پہلے کی شادیاں تھیں۔ میں نے کہا تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ امام اپنی پیدائش کے وقت سے علمِ غیب رکھتا ہے۔ جب اسے پتہ تھا کہ ایک سے زیادہ شادیاں ردّ کی جائیں گی تو پھر اُس نے خود کیوں ایک سے زیادہ شادیاں کیں؟ یا تو یہ کہو کہ وہ علمِ غیب نہیں رکھتا تھا اور یا یہ کہو کہ اس نے خدا تعالیٰ کے حکم کے خلاف فعل کیا۔ اور اگر وہ علمِ غیب نہیں رکھتا تھا تب بھی اس کی خدائی باطل ہے اور اگر خدا تعالیٰ کے حکم کے خلاف اس نے فعل کیا تب بھی وہ قابلِ اعتراض ٹھہرتا ہے۔ اور پھر سوال یہ ہے کہ اگر یہ حکم بعد میں نازل ہوا تھا تو اُس نے دوسری بیوی رکھی کیوں؟ اسے اس نے طلاق کیوں نہ دے دی؟ اِس پر وہ کہنے لگی کہ ایک کو اس نے اپنی بہن قرار دے دیا تھا۔ میں نے کہا کہ اس پر اوّل تو پھر وہی اعتراض ہے کہ جب وہ عالم الغیب تھا اور جانتا تھا کہ مجھے اسے بہن قرار دینا پڑے گا تو اس نے پہلے اسے بیوی کیوں بنایا؟ لیکن اِس کو بھی جانے دو، سوال یہ ہے کہ آیا بہن سے شادی تمہارے نزدیک جائز ہے؟ وہ کہنے لگی آپ تو گالیاں دیتے ہیں۔ میں نے کہا اِسی ایرانی بہن سے پوچھو۔ اُس نے پہلے تو بڑا زور لگایا کہ کسی طرح وہ اس بحث میں نہ پڑے اور بار بار کہے کہ میرا اِس سے کیا تعلق ہے میں تو یونہی آ گئی تھی۔ لیکن آخر میرے اصرار پر اُسے ماننا ہی پڑا کہ واقعہ میں بہاء اللہ کے ہاں اس سے اولاد بھی ہوئی ہے۔

قیامت تک قائم رہنے والا لائحہ عمل

غرض کہنے کو تو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم کس طرح مانیں کہ قرآن کریم منسوخ نہیں ہو سکتا جب کہ پہلی کتابیں ہمیشہ سے منسوخ ہوتی چلی آئی ہیں لیکن وہ کوئی ایسی بات بھی نہیں بتا سکتے جو دنیا کے لئے قابلِ عمل ہو اور قرآن کریم میں موجود نہ ہو یا قرآن کریم نے کوئی حُکم دیا ہو اور اس پر عمل نہ ہوسکتا ہو۔ تیرہ سَو سال ہو چکے دُنیا اس کے کسی حکم کو قابلِ تبدیل قرار نہیں دے سکی اور آئندہ کے متعلق بھی ہم اسی پر قیاس کر کے کہہ سکتے ہیں کہ وہ قیامت تک کے لئے ایک زندہ اور قائم رہنے والا لائحہ عمل ہے کیونکہ تیرہ سَو سال کے گزرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مأمور آیا اُس نے دنیا میں پھر یہ اعلان کر دیا کہ یہ کتاب قیامت تک قائم رہنے والی ہے اور اِس کا قانون ایک اٹل صداقت ہے۔ دنیا ہزاروں تغیرات میں سے گزرتی چلی جائے اس کا کوئی قانون بدل نہیں سکتا، اس کی کوئی تعلیم تبدیل نہیں کی جاسکتی۔

فطرتِ انسانی سے مطابقت رکھنے والی تعلیم

پھر فرماتا ہے مُتَشَابِہًا اِس کامل کتاب کی ایک یہ بھی خوبی ہے کہ یہ متشابہ ہے۔ متشابہ کے دو معنے ہیں جن میں سے ایک معنی یہ ہیں کہ یہ فطرت کے متشابہ ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ قرآن کریم جو تمہارے ہاتھوں میں ہے یہ فِیۡ کِتٰبٍ مَّکۡنُوۡنٍ۔ (الواقعة:79) ایک کتابِ مکنون میں ہے۔ یعنی اس کا ایک ورق تو یہ لکھی ہوئی کتاب ہے اور اِس کا دوسرا ورق ہر انسان کی فطرت پر لکھا ہوا ہے۔ گویا دو قرآن ہیں ایک قرآن فطرتِ انسانی میں ہے اور ایک قرآن اس کتاب میں ہے۔ کوئی شخص ایسی چیز نہیں پیش کر سکتا جو قرآن کریم میں تو ہو مگر اس کا فطرتِ صحیحہ انکار کرتی ہو اور کوئی بات فطرتِ صحیحہ میں ایسی نہیں ہو سکتی جو قرآن کریم میں موجود نہ ہو۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ قرآن کریم قیامت تک قائم رہنے والی کتاب ہے کیونکہ جب یہ فطرت کے مطابق ہے تو جس طرح فطرت نہیں بدل سکتی اسی طرح قرآن کریم بھی بدل نہیں سکتا۔ وہ لوگ جو قرآن کریم کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں ہمارا اُن سے یہ سوال ہے کہ کیا انسانی فطرت کبھی بدل سکتی ہے؟ اگر بدل نہیں سکتی تو پھر قرآن کریم بھی بدل نہیں سکتا۔ گویا صرف یہی نہیں کہ یہ کتاب اب تک نہیں بدلی بلکہ متشابہ کہہ کر اِس بات پر زور دیا گیا ہے کہ یہ کتاب کبھی بدل ہی نہیں سکتی کیونکہ یہ فطرت کے مطابق ہے اور فطرت اس کے مطابق۔ جب تک انسان کی فطرتِ صحیحہ قائم رہے گی یہ قرآن بھی قائم رہے گا۔

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آج یہاں سورج گرہن تھا۔اسی طرح بعض اور ممالک میں بھی گرہن لگا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر خاص طور پر دعاؤں،استغفار،صدقہ خیرات اور نماز پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مسیح موعود کی آمد کی نشانیوں میں سے ایک بڑی زبردست نشانی سورج اور چاند گرہن تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشرق اور مغرب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تائید میں پورا ہوا۔پس اس لحاظ سے گرہن کی نشانی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت سے ایک خاص تعلق ہے۔

آج کا یہ گرہن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے نشان کے طور پر تو نہیں کہا جاسکتا۔لیکن یہ گرہن اُس طرف توجہ ضرور پھیرتا ہے جو گرہن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی نشانی کے طور پر ظاہر ہوا۔اور پھر آج اِس دن کا گرہن اس لحاظ سے بھی اُس نشان کی طرف توجہ پھیرنے کا باعث ہے کہ آج جمعہ کا دن ہے اور جمعہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی آمد سے بھی ایک خاص نسبت ہے۔پھر مارچ کا مہینہ ہونے کی وجہ سے بھی توجہ ہوتی ہے کیونکہ تین دن بعد اسی مہینہ کو 23/مارچ کو یوم مسیح موعود بھی ہے۔دعویٰ بھی ہوا۔گویا یہ مہینہ، یہ دن اور یہ گرہن مختلف پہلوؤں سے جماعت کی تاریخ کو یاد کروانے والے ہیں۔

مسیح موعود کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چاند اور سورج گرہن کی جو پیشگوئی تھی اس کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات اور اس نشان کے نتیجہ میں سلسلہ میں شامل ہونے والے صحابہ کے ایمان افروز واقعات کا روح پرور تذکرہ

عزیزم احمد یحییٰ باجوہ (طالب علم جامعہ احمدیہ) ابن مکرم نعیم احمد باجوہ صاحب آف جرمنی کی وفات۔مرحوم کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 20/مارچ 2015ء بمطابق 20 امان 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج یہاں سورج گرہن تھا۔اسی طرح بعض اور ممالک میں بھی گرہن لگا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر خاص طور پر دعاؤں،استغفار،صدقہ خیرات اور نماز پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الکسوف باب الصلوٰۃ فی کسوف الشمس حدیث:1044،صحیح مسلم کتاب الکسوف وصلاته باب ذکر النداء بصلاۃ الکسوف...... حدیث:2117)

اس لحاظ سے جماعت کو جہاں جہاں بھی گرہن لگنے کی خبر تھی ہدایت کی گئی تھی کہ نماز کسوف ادا کریں۔ہم نے بھی یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق یہ نماز ادا کی۔

احادیث میں اللہ تعالیٰ کے خاص نشانوں میں سے ایک نشان سورج اور چاند گرہن کو قرار دیا گیا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الکسوف باب صلاۃ النساء مع الرجال فی الکسوف حدیث:1035)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مسیح موعود کی آمد کی نشانیوں میں سے ایک بڑی زبردست نشانی سورج اور چاند گرہن تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشرق اور مغرب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں پورا ہوا۔پس اس لحاظ سے گرہن کی نشانی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت سے ایک خاص تعلق ہے۔

آج کا یہ گرہن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے نشان کے طور پر تو نہیں کہا جاسکتا۔جو گرہن لگتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے نشان ہے مخصوص تو نہیں کیا جاسکتا۔لیکن یہ گرہن اُس طرف توجہ ضرور پھیرتا ہے جو گرہن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی نشانی کے طور پر ظاہر ہوا۔اور پھر آج اِس دن کا گرہن اس لحاظ سے بھی اُس نشان کی طرف توجہ پھیرنے کا باعث ہے کہ آج جمعہ کا دن ہے اور جمعہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے بھی ایک خاص نسبت ہے۔پھر مارچ کا مہینہ ہونے کی وجہ سے بھی توجہ ہوتی ہے کیونکہ تین دن بعد اسی مہینہ کو 23/مارچ کو یوم مسیح موعود بھی ہے۔دعویٰ بھی ہوا۔گویا یہ مہینہ، یہ دن اور یہ گرہن مختلف پہلوؤں سے جماعت کی تاریخ کو یاد کروانے والے ہیں۔اس لئے میں نے جب نماز کسوف کے خطبے کے لئے حوالے لئے تو خیال آیا کہ جمعہ کے خطبے میں بھی گرہن کے حوالے سے ہی بات کروں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چاند سورج گرہن کی پیشگوئی (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی) کے بارے میں آپ کے اقتباسات پیش کروں یا ایک آدھ اقتباس پیش کروں۔اور اسی طرح صحابہ کے چند واقعات بھی جنہوں نے اس گرہن کو دیکھ کر سلسلے میں شمولیت اختیار کی اور اپنے ایمان کو صیقل کیا۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گرہنوں کو خاص طور پر بڑی اہمیت دی ہے۔اسی لئے جب ایک دفعہ آپ کی زندگی میں گرہن لگا تو اس حوالے سے بہت سی احادیث ہیں۔تو پہلے ایک حدیث مَیں سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ جب سورج گرہن ہوا تو میں حضرت عائشہ کے پاس آئی تو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہی ہیں۔مَیں نے کہا لوگوں کو کیا ہوا ہے اس وقت کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔حضرت عائشہ نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور سبحان اللہ کہا۔میں نے پوچھا کہ کیا کوئی نشان ہے؟ انہوں نے سر ہلا کر اشارے سے کہا: ہاں۔اسماء کہتی ہیں کہ میں بھی کھڑی ہوگئی یہاں تک کہ مجھ پر غشی طاری ہونے لگی۔(یعنی نماز اتنی لمبی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی۔) کہتی ہیں مجھے غشی طاری ہونے لگی تو میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بھی ایسی چیز نہیں کہ جسے میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا مگر اپنی اس جگہ پر کھڑے کھڑے اسے دیکھ لیا۔یہاں تک کہ جنت اور آگ کو بھی۔اور مجھے وحی کی گئی ہے کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے دجّال کے فتنے کی طرح یا اس کے قریب۔

پھر فرمایا تم میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا۔اس سے پوچھا جائے گا کہ اس شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تجھے کیا علم ہے؟ تو مومن یا یقین رکھنے والا جو ہے، (اسماء کہتی ہیں دونوں میں سے کوئی ایک لفظ استعمال ہوا) کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔آپ ہمارے پاس نشانات اور ہدایت لے کر آئے ہم نے آپ کو قبول کیا اور ایمان لائے اور آپ کی پیروی کی۔اسے کہا جائے گا تو عمدہ نیند سوجا۔ہمیں پتا ہے کہ تو یقیناً ایمان رکھنے والا تھا۔اور جو شخص منافق یا شبہ رکھنے والا تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے بارے میں کہے گا مَیں نہیں جانتا، کیا ہیں۔میں نے تو لوگوں کو سنا وہ ایک بات

کہتے تھے مَیں نے بھی ہاں کہہ دی۔

(صحیح البخاری کتاب الکسوف باب صلاۃ النساء مع الرجل حدیث:1035)

اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ اس کا کسی کی زندگی اور موت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس میں دعا کرنی چاہئے۔ استغفار کرنا چاہئے۔

(صحیح مسلم کتاب الکسوف وصلاتہ باب ذکر النداء بصلاۃ الکسوف...... حدیث:2117)

اب مَیں چاند سورج گرہن کی پیشگوئی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''مجھے بڑا تعجب ہے کہ باوجودیکہ نشان پر نشان ظاہر ہوتے جاتے ہیں مگر پھر بھی مولویوں کو سچائی کے قبول کرنے کی طرف توجہ نہیں۔ وہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ ہر میدان میں اللہ تعالیٰ ان کو شکست دیتا ہے اور وہ بہت ہی چاہتے ہیں کہ کسی قسم کی تائید الٰہی ان کی نسبت بھی ثابت ہو مگر بجائے تائید کے دن بدن ان کا خذلان اور ان کا نامراد ہونا ثابت ہوتا جاتا ہے۔ (یعنی ان کی بدنصیبی اور نامرادی ثابت ہوتی ہے۔) مثلاً جن دنوں میں جنتریوں کے ذریعہ سے یہ مشہور ہوا تھا کہ حال کے رمضان میں سورج اور چاند دونوں کو گرہن لگا تھا اور لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ امام موعود کے ظہور کا نشان ہے تو اس وقت مولویوں کے دلوں میں یہ دھڑکا شروع ہو گیا تھا کہ مہدی اور مسیح ہونے کا مدّعی تو یہی ایک شخص میدان میں کھڑا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ اس کی طرف جھک جائیں۔ تب اس نشان کے چھپانے کے لئے اوّل تو بعض نے یہ کہنا شروع کیا کہ اس رمضان میں ہرگز کسوف خسوف نہیں ہوگا بلکہ اس وقت ہوگا کہ جب ان کے امام مہدی ظہور فرما ہوں گے۔ اور جب رمضان میں خسوف کسوف ہو چکا تو پھر یہ بہانہ پیش کیا کہ یہ کسوف خسوف حدیث کے لفظوں کے مطابق نہیں کیونکہ حدیث میں یہ ہے کہ چاند کو گرہن اوّل رات میں لگے گا اور سورج کو گرہن درمیان کی تاریخ میں لگے گا''۔ فرمایا'' حالانکہ اس کسوف خسوف میں چاند کو گرہن تیرھویں رات میں لگا اور سورج کو گرہن اٹھائیس تاریخ کو لگا۔ اور جب ان کو سمجھایا گیا کہ حدیث میں مہینے کی پہلی تاریخ مراد نہیں اور پہلی تاریخ کے چاند کو قمر نہیں کہہ سکتے اس کا نام تو ہلال ہے اور حدیث میں قمر کا لفظ ہے نہ ہلال کا لفظ۔ سو حدیث کے معنی یہ ہیں کہ چاند کو اس پہلی رات میں گرہن لگے گا جو اُس کے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ یعنی مہینے کی تیرھویں رات۔ اور سورج کو درمیان کے دن میں گرہن لگے گا یعنی اٹھائیس تاریخ جو اس کے گرہن کے دنوں میں سے درمیانی دن ہے۔ تب یہ نادان مولوی اس صحیح معنے کو سن کر بڑے شرمندہ ہوئے اور پھر بڑی جانکاہی سے یہ دوسرا عذر بنایا کہ حدیث کے رجال میں سے ایک راوی اچھا آدمی نہیں ہے۔ (یعنی جو روایت کرنے والے تھے ان میں سے ایک راوی اچھا نہیں تھا۔) تب ان کو کہا گیا کہ جبکہ حدیث کی پیشگوئی پوری ہوگئی تو وہ جرح جس کی بناء شک پر ہے اس یقینی واقعے کے مقابل پر جو حدیث کی صحت پر ایک قوی دلیل ہے کچھ چیز ہی نہیں۔ یعنی پیشگوئی کا پورا ہونا یہ گواہی دے رہا ہے کہ وہ صادق کا کلام ہے اور اب یہ کہنا کہ وہ صادق نہیں بلکہ کاذب ہے بدیہیات کے انکار کے حکم میں ہے اور ہمیشہ سے یہی اصول محدثین کا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ شک یقین کو رفع نہیں کرسکتا۔ پیشگوئی کا اپنے مفہوم کے مطابق ایک مدعی مہدویت کے زمانے میں پوری ہو جانا اس بات پر یقینی گواہی ہے کہ جس کے منہ سے یہ کلمات نکلے تھے اس نے سچ بولا ہے۔ لیکن یہ کہنا اس کی چال چلن میں ہمیں کلام ہے۔ (یعنی مدّعی کے) یہ ایک شکّی امر ہے اور کبھی کاذب بھی سچ بولتا ہے (یعنی کبھی جھوٹا بھی سچ بول سکتا ہے۔) ماسوا اس کے یہ پیشگوئی اور طُرق سے بھی ثابت ہے اور حنفیوں کے بعض اکابر نے بھی اس کو لکھا ہے تو پھر انکار شرط انصاف نہیں ہے بلکہ سراسر ہٹ دھرمی ہے۔ اور اس دندان شکن جواب کے بعد انہیں یہ کہنا پڑا کہ یہ حدیث تو صحیح ہے اور اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ عنقریب امام موعود ظاہر ہوگا مگر یہ شخص امام موعود نہیں ہے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) بلکہ وہ اَور ہوگا جو بعد میں اس کے عنقریب ظاہر ہوگا۔ مگر یہ ان کا جواب بھی بودا اور باطل ثابت ہوا کیونکہ اگر کوئی اور امام ہوتا تو جیسا کہ حدیث کا مفہوم ہے وہ امام صدی کے سر پر آنا چاہئے تھا مگر صدی سے بھی پندرہ برس گزر گئے اور کوئی امام ان کا ظاہر نہ ہوا۔ اب ان لوگوں کی طرف سے آخری جواب یہ ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ ان کی کتابیں مت دیکھو۔ ان سے ملاپ مت رکھو۔ ان کی بات مت سنو کہ ان کی باتیں دلوں میں اثر کرتی ہیں۔ لیکن کس قدر عبرت کی جگہ ہے کہ آسمان بھی ان کے مخالف ہو گیا اور زمین کی حالت موجودہ بھی مخالف ہوگئی۔ یہ کس قدر ان کی ذلّت ہے کہ ایک طرف آسمان ان کے مخالف گواہی دے رہا ہے اور ایک طرف زمین صلیبی غلبے کی وجہ سے گواہی دے رہی ہے۔

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد13 صفحہ 507 تا509)

اور ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ:

''ہمارے لئے کسوف خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور صدہا آدمی اس کو دیکھ کر ہماری جماعت میں داخل ہوئے اور اس کسوف خسوف سے ہم کو خوشی پہنچی اور مخالفوں کو ذلّت۔ کیا وہ قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ ان کا دل چاہتا تھا کہ ایسے موقع پر جو ہم مہدی موعود کا دعویٰ کر رہے ہیں کسوف خسوف ہو جائے اور بلاد عرب میں اس کا نام و نشان نہ ہو اور پھر جبکہ خلاف مرضی ظاہر ہو گیا تو بیشک ان کے دل دکھے ہوں گے اور اس میں اپنی ذلّت دیکھتے ہوں گے۔ (انوارالاسلام، روحانی خزائن جلد9 صفحہ 33)

اس کے بعد اب میں بعض صحابہ کے واقعات بیان کرتا ہوں۔

حضرت غلام محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار کے گاؤں میں پہلے پہل ایک صاحب مولوی بدرالدین صاحب نامی تھے۔ ان دنوں میں فدوی کی عمر قریباً پندرہ برس کی ہوگی۔ بندہ مولوی بدرالدین صاحب کے گھر کے سامنے ان کے ہمراہ کھڑا تھا کہ دن میں سورج کو گرہن لگا اور مولوی صاحب نے فرمایا: سبحان اللہ! مہدی صاحب کے علامات ظہور میں آ گئے اور ان کی آمد کا وقت آ پہنچا۔ بعد کچھ عرصہ گزرنے کے مولوی صاحب احمدی ہو گئے۔ مولوی صاحب بہت ہی مخلص اور نیک فطرت اور پُراخلاص تھے۔ انہوں نے اپنے والدین اور بیوی کو ایک سال کی کوشش کر کے احمدی کیا۔

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ، جلد6 صفحہ 305، 306 روایت حضرت غلام محمد صاحبؓ والد علی بخش صاحب سکنہ قادر آباد ضلع امرتسر)

پھر حافظ محمد حیات صاحب آف لالیاں نے ایک مضمون لکھا تھا ''لالیاں میں احمدیت''۔ وہ لکھتے ہیں۔ نشان کسوف وخسوف سے دلوں میں تحریک پیدا ہوئی۔ کہتے ہیں: اسی طرح 1894ء میں سورج اور چاند گرہن کے نشان کے پورا ہونے کی وجہ سے بھی لوگوں کے دلوں میں یہ جستجو پیدا ہوئی کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے اور قیامت قریب ہے۔ روایات سے پتا چلتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں گھبراہٹ کا عالم طاری تھا کہ اب کیا ہوگا۔ قیامت آ پہنچی ہے۔ اسی زمانے میں ان نشانات کا اکثر تذکرۃ تھا۔ چنانچہ حافظ محمد لکھو کے نے اپنی 'احوال الآخرۃ' میں امام مہدی کے ظہور کے نشانات کا اپنے پنجابی کلام میں ذکر کیا تھا۔ اسی طرح لالیاں کے ایک سجادہ نشین اور صوفی شاعر میاں محمد صدیق لالی نے بھی انہی نشانات کا اپنے کلام میں ذکر کیا۔ (یعنی ان نشانیوں کے بارے میں اس میں لکھا تھا۔) تیرھویں چن اور چاند کو اور ستائیسویں سورج کو گرہن لگے گا۔ ستائیسویں لکھا گیا اٹھائیسویں سورج ہونا چاہئے۔ یہ پنجابی کے ان شعروں کا ترجمہ ہے۔ بہرحال کہتے ہیں ان نشانیوں کے بارے میں گھر گھر تذکرہ ہوتا تھا اور عام لوگوں میں امام وقت کی جستجو تھی۔ ان حالات میں مولانا تاج محمود صاحب اور دیگر چند بزرگوں نے باہمی مشورہ کیا اور ایک وفد تشکیل دیا جو قادیان جا کر مہدی علیہ السلام کو دیکھیں اور تمام نشانات جو مہدی موعود کے متعلق مختلف روایات میں ہیں ان کے پورا ہونے کا بغور جائزہ لیں اور اگر وہ نشانات پورے ہوں تو ان کی بیعت کر لی جائے۔ اس وفد میں جن اشخاص کا انتخاب ہوا اُن میں سرفہرست تین اشخاص تھے۔ شیخ امیر الدین صاحب، میاں صاحب دین صاحب اور میاں محمد یار صاحب۔ یہ وفد پیدل روانہ ہوا۔ زادِ راہ کے طور پر ان دونوں کے پاس اس وقت کی رائج کرنسی کے مطابق صرف ڈیڑھ روپیہ تھا۔ (بعض روایات میں ہے دو آدمیوں کا وفد گیا تھا۔ صرف میاں صاحب دین اور شیخ امیر الدین۔ تو بہرحال یہ کہتے ہیں ان دونوں آدمیوں کے پاس صرف ڈیڑھ روپیہ تھا) اور مارچ کا مہینہ تھا۔ گندم پکنے کے قریب تھی۔ یہ لوگ پیدل ہی روزانہ دس بارہ میل کا سفر کرتے تھے۔ جب بھوک لگتی تھی تو وہاں زمینداروں کی جو گندم پکی ہوئی ہوتی تھی ان سے سٹّے لے لئے اور سٹّے بھون کے کھاتے تھے اور گزارہ کرتے تھے۔ اگر کوئی آبادی یا ڈیرہ قریب ہوتا تو وہاں رات بسر کرتے۔ بہرحال سینکڑوں کوس کی مسافت طے کرتے ہوئے (تقریباً ڈیڑھ پونے دو سو میل کے قریب تو سفر بنتا ہوگا) جب یہ دونوں ساتھی، (بعض روایتوں کے مطابق تینوں ساتھی) بٹالہ کے قریب پہنچے تو وہاں پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے شاگردوں نے آ لیا۔ ان سے قادیان کا راستہ دریافت کیا گیا۔ انہوں نے قادیان جانے کی وجہ پوچھی۔ مقصد معلوم ہونے پر ان کے شاگردوں نے قادیان جانے سے منع کیا اور کہا کہ جس شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہوا ہے وہ تو نعوذ باللہ جھوٹا ہے کیونکہ اس نے ایک نہیں سات دعوے کئے ہوئے ہیں۔ تم کس کس دعوے پر ایمان لاؤ گے۔ لہٰذا یہیں سے واپس چلے جاؤ۔ یہ سن کر شیخ امیر الدین صاحب نے جواب دیا (پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن جواب بڑا دیا۔ کہنے لگے) کہ اگر اس نے سات مختلف دعوے کئے ہیں تو بھی وہ سچا ہے۔ اس نے تو ابھی اور بھی دعوے کرنے ہیں۔ اور دلیل انہوں نے اپنے مطابق یہ دی کہ مثلاً یہاں پر تم سب سات آدمی ہو اور مَیں اکیلا ہوں۔ تم سب میرے ساتھ مقابلہ کر و اور کشتی کرو۔ اگر میں تم سب کو پچھاڑ دوں تو پھر میں ایک ہوا یا سات۔ یعنی سات پر بھاری ہو گیا اور فرمایا کہ امام الزماں نے تو ساری دنیا کے مختلف مذاہب کا مقابلہ کرنا ہے۔ اس لئے ان کے اور بھی دعوے ہوں گے۔ اس پر وہ سب لاجواب ہو گئے اور کہا میاں تم اپنی راہ لو لیکن راستہ پھر بھی نہیں بتایا۔

کہتے ہیں تھوڑی دور آگے ہم گئے۔ کسی سکھ کا چائے کا کھوکھا تھا۔ اس سکھ نے چائے وغیرہ بنا دی۔ بسکٹ وغیرہ پیش کئے۔ شیخ صاحب نے بٹالوی صاحب کے شاگردوں کا واقعہ اور رویّہ سکھ سے بیان کیا جس پر اس نے افسوس کا اظہار کیا۔ سکھ نے کہا کہ میں تمہیں راستہ بتاتا ہوں۔ آپ ضرور قادیان جائیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے۔ (حضرت مسیح موعود کے بارے میں فرمایا۔) پھر کہنے لگا کہ ہم مرزا صاحب کو جانتے ہیں۔ چنانچہ وہ سکھ دُور تک ساتھ گیا اور راستے پر چھوڑا جو سیدھا قادیان جاتا تھا۔ اس وقت قادیان کا کوئی پختہ راستہ نہیں تھا۔ جب یہ دونوں ساتھی قادیان پہنچے تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مسجد مبارک میں تشریف فرماتھے۔مجلس لگی تھی۔چند غیراز جماعت علماء اور گدی نشین اس مجلس میں بیٹھے تھے جن سے حضرت اقدس مکالمہ مخاطبہ فرمارہے تھے اور ان کے سوالات کے جوابات ارشاد فرمارہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ تحریر میں بھی مصروف تھے۔یہ بھی ایک نشان تھا کہ آپ ایک طرف تحریر فرمارہے تھے اور قلم چل رہا تھا جیسے کوئی غیب سے مضمون دل میں اتر رہا ہے اور دوسری طرف مجلس میں بیٹھے لوگوں سے گفتگو فرما رہے ہیں۔قلم میں کوئی رکاوٹ نہیں آتی تھی۔

ان ساتھیوں کا تعارف حضور سے کروایا گیا۔شیخ صاحب نے عرض کیا کہ حضور ہم لالیاں سے آئے ہیں۔حضور نے پوچھا کہ لالیاں کہاں ہے؟ (اکثر لوگ تو جانتے ہوں گے۔جو نہیں جانتے ان کی اطلاع کے لئے بتادوں کہ لالیاں ربوہ سے تقریباً آٹھ میل کے فاصلے پر اب ایک قصبہ بلکہ شہر بن چکا ہے۔بہرحال یہ اس زمانے میں یہاں سے گئے تھے۔) اس وقت مجلس میں حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب بیٹھے ہوئے تھے جن کا تعلق بھیرہ سے تھا۔اس لئے لالیاں کے بارے میں وہ جانتے تھے۔انہوں نے عرض کیا حضور! لالیاں کڑانہ اور لک بار کے پاس ہے۔جس پر حضور نے فرمایا کہ ہاں ہاں وہ لک اور لالی۔(کیونکہ لالی کا شعر سن چکے تھے۔شاید اس لئے علم میں ہو۔) حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ ہمارے پڑوسی ہیں۔چونکہ شیخ صاحب اور صاحب دین صاحب اَن پڑھ تھے اس لئے وہ بولے ہاں حضور ہم بھی (پنجابی میں کہنے لگے) ان کے گواڈھی ہیں۔پھر سفر کے تمام حالات اور واقعات حضور کے سامنے عرض کئے۔جب حضور نے بٹالوی صاحب کے شاگردوں کا واقعہ سنا تو حضور نے فرمایا۔دیکھو یہ کیسا اَن پڑھ شخص ہے۔اس نے کیسا جواب دیا۔لاجواب کر دیا۔اس کو کس نے سکھایا۔اس کو خدا نے سکھایا۔یہ الفاظ حضور نے تین مرتبہ دہرائے۔حضور نے پھر ان کو ارشاد فرمایا کہ آپ چند دن ہمارے پاس رہیں۔تین دن تک یہ حضور کی مجلس میں رہے۔حضور کے ساتھ سیر پر بھی جاتے رہے۔وہ نشانیاں جو لالیاں کے علماء نے بتائی تھیں ان کا جائزہ بھی لیا۔اپنی آنکھوں سے ان نشانیوں کو پورا ہوتے دیکھا۔آخر کار واپسی سے پہلے مسجد میں حاضر ہو کے حضور کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام (جو اپنے مہدی کو پہنچانے کی تاکید فرمائی تھی) عرض کیا اور بیعت کی درخواست کی۔اس پر حضور نے فرمایا ابھی کچھ دن اور ہمارے پاس رہیں۔یہ سن کر شیخ صاحب آبدیدہ ہو گئے اور اپنے پاؤں آگے کر کے حضور کو دکھائے اور عرض کی کہ حضور اتنی لمبی مسافت سے ہمارے پاؤں سوج گئے ہیں۔اتنی تکلیف ہم نے برداشت کی ہے اور ہم نے آپ کو سچا مہدی پایا ہے۔نہ جانے زندگی ساتھ دے یا نہ دے۔ہماری بیعت قبول فرمائیں۔چنانچہ پھر وہاں مسجد مبارک میں ان کی دستی بیعت ہوئی۔

(ماخوذ از ماہنامہ انصاراللہ ربوہ جون1995 صفحہ 32 تا34)

اسداللہ قریشی صاحب حضرت قاضی محمد اکبر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ ”حضرت قاضی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلقہ بگوش احمدیت ہونے سے قبل اہلحدیث تھے۔حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی سے مراسم تھے۔اپنے علاقے کے امام تھے۔علاقے کے لوگوں کی دینی تعلیم اور تدریس میں مشغول تھے کہ کسوف خسوف کا نشان آسمان پر ظاہر ہوا۔آپ اس امر سے پہلے ہی آگاہ تھے کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ قریب ہے۔کسوف خسوف کے عظیم الشان نشان کے ظاہر ہونے پر اپنے طلباء اور حلقہ احباب میں تذکرہ ہونے لگا۔بشیر احمد صاحب جواُن کے پوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بیان میاں منگا صاحب سے سنا ہے کہ ہم قاضی صاحب سے پڑھتے تھے کہ سورج اور چاند گرہن کا نشان رمضان میں ظاہر ہوا تو قاضی صاحب نے فرمایا کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا نشان تو ظاہر ہو گیا ہے ہمیں ان کی تلاش کرنی چاہئے۔ان ایام میں چارکوٹ کے لوگ سودا سلف کے لئے جہلم جایا کرتے تھے۔قاضی صاحب نے جہلم آنے والے احباب کے سپرد یہ کام کیا کہ حضرت مولوی برہان الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کریں۔ان سے پوچھ کر آئیں کہ سورج چاند گرہن کا یہ نشان تو ظاہر ہو گیا آپ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔چنانچہ وہ لوگ حضرت مولوی صاحب سے ملے۔حضرت مولوی صاحب نے چند کتب اور ایک خط حضرت قاضی صاحب کی طرف بھیجا۔خط اور کتب کی وصولی سے قبل آپ نے رؤیا میں دیکھا۔کسی نے آپ کو تین کتابیں پڑھنے کے لئے دی ہیں۔ان میں سے پہلی کتاب پڑھنے کے لئے آپ نے کھولی تو اس کے اندر گند بھرا ہوا تھا اور بدبو آ رہی تھی۔اس پر آپ نے وہ کتاب پھینک دی۔پھر دو کتابوں کو دیکھا کہ ان سے نور کے شعلے نکل رہے ہیں۔حضرت مولوی برہان الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی بھجوائی ہوئی کتب کی وصولی پر آپ کا رؤیا اس طرح پورا ہو گیا کہ حضرت مولوی صاحب نے جو کتب آپ کو بھجوائیں ان میں ایک کتاب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تردید کے متعلق تھی۔آپ نے پہلے اسی کو پڑھنا شروع کیا۔جب اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق دلآزار الفاظ دیکھے تو اس کو پڑھنا ترک کر دیا اور پرے پھینک دیا اور دوسری دو کتب اور خط پڑھے تو انہیں اپنی رؤیا کے عین مطابق پایا اور آپ کو تحقیقات کی مزید تحریک ہوئی۔چنانچہ آپ نے تحقیقات کے لئے تین افراد پر مشتمل وفد قادیان بھجوایا اور ان تینوں نے قادیان پہنچ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔اور یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے جس طرح کہ روایات میں آتا ہے اور ہر جگہ ہر ایک کے ساتھ ہی ہوتا ہے کہ جب یہ وفد بٹالہ پہنچا تو مولوی محمد حسین بٹالوی نے انہیں بھی روک لیا۔کچھ خاطر مدارات بھی کی اور کہا آپ لوگ خوامخواہ کئی دنوں کے پیدل سفر کی تکالیف برداشت کر کے قادیان جاتے ہیں۔آپ چونکہ دور دراز علاقے کے رہنے والے ہیں اس لئے آپ کو علم نہیں۔مرزا صاحب کا سارا کاروبار جھوٹا ہے۔اس لئے آپ لوگ واپس چلے جائیں۔چنانچہ مولوی صاحب نے انہیں نہ صرف یہ کہا بلکہ واپس شہر کے کنارے تک، باہر تک چھوڑ کر گئے۔مگر ان سے رخصت ہونے کے بعد یہ تینوں پھر بجائے واپس جانے کے قادیان پہنچ گئے اور وہاں آ کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر لی۔اس کے بعد قاضی صاحب نے پہلے تحریری بیعت کی اور پھر قادیان پہنچ کر دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جموں وکشمیر مرتبہ اسداللہ قریشی صاحب صفحہ 57 تا59)

پھر حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کے دادا قاضی مولابخش صاحب تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر کے معروف اہلحدیث خطیب تھے۔جب نشان کسوف وخسوف ظاہر ہوا تو انہوں نے ایک خطبے میں رمضان المبارک کی تیرہ اور اٹھائیس تاریخ کو بالترتیب چاند گرہن اور پھر سورج گرہن کا تفصیل کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے واضح کیا کہ یہ امام مہدی کے ظہور کا نشان ہے۔اب ہمیں انتظار کرنا چاہئے کہ امام موعود کب اور کہاں سے ظاہر ہوتا ہے؟ اس خطبے کا خاطر خواہ اثر ہوا۔چنانچہ محترم قاضی صاحب کو (یعنی قاضی مولابخش صاحب کو جو مولانا ابوالعطاء جالندھری کے دادا تھے) اگرچہ خود قبول کرنے کی صورت پیدا نہ ہوئی مگر ان کے بڑے بیٹے یعنی مولانا ابوالعطاء صاحب کے والد حضرت میاں امام الدین صاحب کو مدعی کا علم ہوا اور کچھ مطالعہ اور غور وفکر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق اور بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

(ماخوذ از ماہنامہ الفرقان اکتوبر 1967 صفحہ 43۔بحوالہ ماہنامہ انصاراللہ ربوہ مئی 1994ء صفحہ 84)

حضرت غلام مجتبیٰ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ”1901ء میں درّثمین میری نظر سے گزری جبکہ میں ہانگ کانگ میں ملازم تھا۔چونکہ زمانہ تقاضا کر رہا تھا کہ مصلح دنیا میں ظاہر ہو کیونکہ اختلافات اس قسم کے علمائے زمانہ میں پائے جاتے تھے کہ ہر ایک عقل سلیم رکھنے والا ان اختلافات سے بیزار ہو کر مصلح کی تلاش میں تھا۔درّثمین کے اشعار پڑھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو زہے قسمت ورنہ اس شخص نے جھوٹ میں کمال ہی کر دیا ہے۔(ایسی اعلیٰ کتاب ہے۔) اسی دوران 'ازالۂ اوہام' میری نظر سے گزرا مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کس نے یہ کتابیں ہانگ کانگ میں پہنچائیں۔میں نے 'ازالۂ اوہام' کو تمام کا تمام پڑھا اور پھر میں اس طریق پر امام مسجد ہانگ کانگ سے بحث ومباحثہ کرتا رہا۔امام مسجد ہانگ کانگ کے پاس قصیدہ نعمت اللہ ولی اللہ کا فارسی میں تھا اس کے پڑھنے سے ہمیں بہت سی مدد ملتی کہ زمانہ تو عنقریب ہے کہ مہدی کا ظہور ہو بلکہ یہی زمانہ ہے۔نیز میرے والد صاحب مرحوم فقیہی تھے جب سورج کو گرہن رمضان میں لگا اور چاند کو بھی تو میرے والد صاحب نے فرمایا کہ مہدی علیہ السلام پیدا ہو گیا ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ، جلد7 صفحہ 116 روایت حضرت غلام مجتبیٰ صاحب ؓ سکنہ رسول پور تحصیل کھاریاں ضلع گجرات)

مولانا ابراہیم صاحب بقاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ”دو شخص جو باپ بیٹے تھے مولوی عبدالجبار کے پاس آ کر کہنے لگے کہ وہ حدیث جس میں کسوف وخسوف کا ذکر امام مہدی کے ظہور کے لئے آیا ہے صحیح ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ حدیث تو صحیح ہے مگر مرزا صاحب کے پھندے میں نہ پھنس جانا کیونکہ وہ اس کو اپنے دعوے کی تصدیق میں پیش کرتے ہیں اور یہ حدیث امام مہدی کی پیدائش کے متعلق ہے نہ کہ دعوے کی دلیل کے لئے ہے۔باپ نے کہا مولوی صاحب! جو بات میں نے آپ سے پوچھی اس کا جواب آپ نے دے دیا ہے۔باقی رہا یہ کہ وہ کس پر چسپاں ہوتی ہے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ میری ساری عمر مقدمہ جات میں گزری ہے مگر مجھے سرکار نے کبھی گواہ لانے کے لئے نہیں کہا تھا جبتک کہ میں پہلے دعویٰ نہ کرتا۔یہی حال مرزا صاحب کا ہے کہ ان کا دعویٰ تو پہلے سے ہی ہے اور اب یہ کسوف وخسوف ان کے دعوے کی دلیل کے طور پر ہیں۔اس پر مولوی صاحب خاموش ہو گئے اور دونوں باپ بیٹا اپنے گاؤں چلے گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ، جلد8 صفحہ 4 روایت حضرت مولانا ابراہیم صاحب بقاپوری ؓ)

اللہ تعالیٰ نے ان کو قبولیت کی توفیق دی۔اور دلیلیں بھی اللہ تعالیٰ فوراً سکھا تا ہے۔

سید نذیر حسین شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ”جب سورج اور چاند کو گرہن لگا تو اس وقت میں اپنے گھر تھا۔میرے والد صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ یہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا نشان ہے۔اس بات کا بھی مجھ پر اثر ہوا“۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ، جلد10 صفحہ 237 روایت حضرت سیّد نذیر حسین شاہ صاحب ؓ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ)

چنانچہ قبولیت کی توفیق بھی ملی۔

سیدزین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ’’اس زمانے میں اس بات کا عام چرچا تھا کہ مسلمان برباد ہو چکے ہیں اور تیرھویں صدی کا آخر ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں حضرت امام مہدی تشریف لائیں گے اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ بھی تشریف لائیں گے۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ اس مہدی اور عیسیٰ کی آمد کا ذکر بڑی خوشی سے کیا کرتی تھیں کہ وہ زمانہ قریب آ رہا ہے اور یہ بھی ذکر کیا کرتی تھیں کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کا ہونا بھی حضرت مہدی کے زمانے کے لئے مخصوص تھا اور وہ ہو چکا ہے۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ، جلد11 صفحہ 142، 143 روایت حضرت سیدزین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ سکنہ سہالہ ضلع راولپنڈی)

بہر حال اللہ تعالیٰ نے پھر سارے خاندان کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب فرماتے تھے کہ ’’رمضان کے مہینے میں چاند اور سورج گرہن لگنے کی پیشگوئی دارقطنی وغیرہ احادیث میں بطور علامت مہدی بیان ہوئی۔ مارچ 1894ء میں پہلے چاند ماہ رمضان میں گہنایا۔ جب اسی رمضان میں سورج کو گرہن لگنے کے دن قریب آئے تو دونوں بھائی اس ارادے سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ یہ نشان دیکھیں اور کسوف کی نماز ادا کریں، ہفتے کی شام کو لاہور سے روانہ ہو کر قریباً گیارہ بجے رات بٹالہ پہنچے۔ اگلے دن علی الصبح گرہن لگنا تھا۔ (اب ان نوجوانوں کا بھی شوق دیکھیں کتنا ہے۔) آندھی چل رہی تھی بادل گرجتے اور بجلی چمکتی تھی۔ ہوا مخالف تھی اور مٹی آنکھوں میں پڑتی تھی۔ (بٹالہ سے قادیان پیدل جا رہے تھے۔) قدم اچھی طرح نہیں اٹھتے تھے۔ اور راستہ صرف بجلی کے چمکنے سے نظر آتا تھا۔ ساتھ آپ کے اہل وطن دوست مولوی عبدالعلی صاحب بھی تھے۔ (کُل تین آدمی تھے۔) سب نے ارادہ کیا کہ خواہ کچھ بھی ہو راتوں رات قادیان پہنچنا ہے۔ (احمدیت تو قبول کر چکے تھے۔ نماز کسوف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ادا کرنا چاہتے تھے۔) چنانچہ تینوں نے راستے میں کھڑے ہو کر نہایت تضرّع سے دعا کی کہ اے اللہ! جو زمین و آسمان کا قادر مطلق خدا ہے ہم تیرے عاجز بندے ہیں۔ تیرے مسیح کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور ہم پیدل سفر کر رہے ہیں۔ سردی ہے۔ تُو ہی ہم پر رحم فرما۔ ہمارے لئے راستہ آسان کر دے اور اس باد مخالف کو (یعنی جو الٹی ہوا چل رہی تھی اس کو) دُور کر۔ (کہتے ہیں کہ) ابھی آخری لفظ دعا کا منہ میں ہی تھا کہ ہوا نے رُخ بدلا اور بجائے سامنے کے پُشت کی طرف سے چلنے لگی اور ممد سفر بن گئی۔ (یعنی پیچھے سے اتنی تیز چل رہی تھی کہ ان کا سفر آسان ہو گیا۔ قدم بڑے ہلکے اٹھنے لگے۔) ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہوا میں اڑے جا رہے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں نہر پر پہنچ گئے۔ اس جگہ کچھ بونداباندی شروع ہوئی۔ نہر کے (پانی کے) پاس ایک کوٹھا تھا اس میں داخل ہو گئے۔ ان ایام میں گورداسپور کے ضلع کے اکثر سڑکوں پر ڈکیتی کی وارداتیں ہوتی تھیں۔ دیا سلائی جلا کر دیکھا تو کوٹھا خالی تھا اور اس میں دو اوپلے اور ایک موٹی اینٹ پڑی تھی۔ ہر ایک نے ایک ایک سرہانے رکھی اور زمین پر سو گئے۔ کچھ دیر بعد آنکھ کھلی تو ستارے نکلے ہوئے تھے آسمان صاف تھا اور بادل اور آندھی کا نام ونشان نہ تھا۔ چنانچہ پھر روانہ ہوئے اور سحری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستر خوان پر کھائی۔ (رمضان کا مہینہ تھا ناں یہ) صبح حضرت اقدس کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھی جو کہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے مسجد مبارک کی چھت پر پڑھائی۔ قریباً تین گھنٹے یہ نماز وغیرہ جاری رہی۔ (نماز خطبہ وغیرہ۔) کئی دوستوں نے شیشے پر سیاہی لگائی ہوئی تھی جس میں سے وہ گرہن دیکھنے میں مشغول تھے۔ ابھی خفیف سی سیاہی شیشے پر شروع ہوئی تھی (یعنی سورج کا حلقہ سا شروع ہوا تھا) کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کسی نے کہا کہ سورج کو گرہن لگ گیا ہے۔ آپ نے اس شیشے میں سے دیکھا تو نہایت ہی خفیف سی سیاہی معلوم ہوئی یعنی ابھی ہلکا سا گرہن لگنا شروع ہوا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اس گرہن کو ہم نے تو دیکھ لیا ہے مگر یہ ایسا خفیف ہے کہ عوام کی نظر سے اوجھل رہ جائے گا اور اس طرح ایک عظیم الشان پیشگوئی کا نشان مشتبہ ہو جائے گا۔ حضور علیہ السلام نے کئی بار اس کا ذکر کیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد ہی سورج پہ جو سیاہی تھی، گرہن تھا وہ بڑھنا شروع ہوا حتی کہ آفتاب کا زیادہ حصہ تاریک ہو گیا۔ تب حضور نے فرمایا کہ ہم نے آج خواب میں پیاز دیکھا تھا اس کی تعبیر غم ہوتی ہے۔ سو شروع میں سیاہی کے خفیف رہنے سے تھوڑا ہلکا سا غم ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے خوشی دکھائی۔‘‘

(ماخوذ از اصحاب احمد جلد1 صفحہ 92 تا94 روایت حضرت مرزا ایوب بیگ صاحبؓ)

حضرت مولوی غلام رسول صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ’’1894ء میں جب سورج گرہن اور چاند گرہن ہوا اس وقت میں لاہور میں مولوی حافظ عبدالمنان صاحب سے ترمذی شریف پڑھتا تھا۔ علماء کی پریشانی اور گھبراہٹ نے میرے دل پر اثر کیا۔ گو علماء لوگوں کو طفل تسلیاں دے رہے تھے مگر دل میں سخت خائف تھے کہ اس سچے نشان کی وجہ سے لوگوں کا بڑی تیزی سے حضرت اقدس کی طرف رجوع ہو گا۔ ان دنوں حافظ محمد صاحب لکھوکے والے پتھری کا آپریشن کروانے کے لئے لاہور آئے ہوئے تھے۔ میں بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے جب عوام نے دریافت کیا کہ یہ نشان آپ نے اپنی کتاب ’احوال الآخرۃ‘ میں واضح طور پر لکھا ہے اور مدّعی حضرت مرزا صاحب بھی موجود ہیں اور اس نشان کو اپنا مؤید قرار دے رہے ہیں۔ آپ اس بارے میں کیا مسلک اختیار فرماتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں بیمار اور سخت کمزور ہوں۔ صحت کی درستی کے بعد کچھ کہہ سکوں گا۔ البتہ اپنے لڑکے عبدالرحمٰن محی الدین کو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت سے روکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے راز عجیب ہوتے ہیں۔ لیکن (بہر حال) وہ زندہ نہ رہ سکے اور جلد ہی راہیٔ ملک عدم ہو گئے۔ (یہ لکھنے والے کہتے ہیں) ان باتوں سے گو میرا دل حضرت اقدس کی سچائی کے بارے میں مطمئن ہو چکا تھا لیکن علم حدیث کی تکمیل کی خاطر امرتسر چلا گیا اور وہاں دو تین سال رہ کر دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کر کے میں دارالامان میں حاضر ہو کر حضرت اقدس کی بیعت سے مشرف ہوا۔‘‘

(ماخوذ از اصحاب احمد جلد10 صفحہ 178 روایت حضرت مولوی غلام رسول صاحبؓ)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی بیان فرماتے ہیں کہ ’’1894ء کے رمضان المبارک میں مہدی آخرالزمان کے ظہور کی مشہور علامت کسوف وخسوف پوری ہو گئی۔ وہ نظارہ آج تک میری آنکھوں کے سامنے ہے اور وہ الفاظ میرے کانوں میں گونجتے سنائی دیتے ہیں جو ہمارے ہیڈ ماسٹر مولوی جمال الدین صاحب نے اس علامت کے پورا ہونے پر مدرسے کے کمرے کے اندر ساری جماعت کے سامنے (یعنی کلاس کے سامنے) کہے تھے کہ مہدی آخرالزمان کی اب تلاش کرنا چاہئے۔ وہ ضرور کسی غار میں پیدا ہو چکے ہیں کیونکہ ان کے ظہور کی بڑی علامت آج پوری ہو چکی ہے۔ کہتے ہیں مَیں بھی جماعت میں موجود تھا۔ وہ کمرہ، وہ مقام اور لڑکوں کا حلقہ اب تک میری نظروں کے سامنے ہے۔ وہ کرسی جس پر بیٹھے ہوئے مولانا نے یہ الفاظ کہے تھے، وہ میز جس پر ہاتھ مار کر لڑکوں کو یہ خبر سنائی تھی خدا کے حضور ضرور اس بات کی شہادت دیں گے کہ مولوی صاحب موصوف پر اتمام حجت ہو چکی۔ باوجود اس نشان کا اعلان کرنے کے خود قبول مہدی آخرالزماں سے محروم ہی چلے گئے۔ (بھائی عبدالرحمٰن صاحب یہ کہتے ہیں کہ) ’مہدی آخرالزمان‘ میرے کان ابھی تک اس نام سے ناآشنا تھے۔ ان کا ’’کسی غار میں پیدا ہونا‘‘، ’’ان کے ظہور کی بڑی علامت‘‘، یہ الفاظ میرے واسطے اور بھی اچنبھا تھے۔ میں مڈل میں تعلیم پاتا تھا۔ طبیعت میں ٹوہ کی خواہش پیدا ہوئی۔ استاد سے بوجہ حجاب اور ادب نہ پوچھ سکا۔ آخر ہم جماعتوں سے (اپنے کلاس فیلوز سے) اس معمّے کا حل چاہا جنہوں نے اپنے مروّجہ عقیدہ اور خیال کے مطابق سارا قصہ کہہ سنایا۔ میرے دل میں جو تأثرات ان قصوں کو سن کر پیدا ہوئے اور جنہوں نے میری روحانیت میں اور اضافہ کیا وہ یہ تھے۔

(آٹھویں کلاس کے طالبعلم کا ذہن دیکھیں کتنا زرخیز ہے۔ فرمایا کہ) نمبر ایک یہ کہ تیرہ سو سال قبل ایک واقعہ کی خبر دینا جو دوست دشمن میں مشہور ہو چکی ہو اور پھر اس کا عین وقت کے مطابق پورا ہو جانا۔

دوسری بات یہ ذہن میں آئی کہ وہ واقعہ انسانی کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ آسمان پر ہوا جہاں انسان کی پہنچ نہیں اور نہ ہی انسان کا کسی قسم کا اس میں دخل ہے۔

تیسری بات یہ آئی کہ مہدی آخرالزمان کی شخصیت، اس کا کفر کو مٹانا، اسلام کو بڑھانا اور اسلامی لشکر تیار کر کے کافروں کو تلوار کے گھاٹ اتارنا اور مسلمانوں کی فتوحات کے خیالات۔

چوتھی بات یہ کہ دعا اور اس کی حقیقت۔ خدا کا بندوں کی دعاؤں کو سننا اور قبول کرنا کیونکہ اولیائے امت محمدیہ مہدی آخرالزمان کے لئے دعائیں کرتے رہے ہیں۔ آخر وہ قبول ہوئیں۔

پانچویں یہ کہ یہ باتیں اسلام کی صداقت کی واضح اور بیّن دلیل ہیں اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو خدا کو پیارا اور خدا تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

کہتے ہیں یہ پنجگانہ امور اپنی مجمل سی کیفیت کے ساتھ میرے دل پر اثر انداز ہوئے اور اس واقعہ نے میرے ایمان میں ترقی وتازگی اور روحانیت میں اضافہ کر دیا اور میں بھی مہدی آخرالزمان کو پانے کے لئے بیتاب ہونے لگا جس کے حصول کے لئے مجھے دعاؤں کی عادت ہو گئی۔ میں راتوں کو بھی جاگتا اور دن میں بھی بیقرار رہتا اور مہدی آخرالزمان کی تلاش کا خیال بعض اوقات ایسا غلبہ پاتا کہ باوجود کم سنی کے، چھوٹی عمر کے مَیں دیوانہ وار ان بھیانک کھنڈرات میں نکل جایا کرتا اور پکار پکار کر اور بعض اوقات رو رو کر بھی اللہ تعالیٰ کے حضور اس مقدس وجود کے پانے کے لئے التجائیں کیا کرتا تھا۔‘‘ (ماخوذ از اصحاب احمد جلد9 صفحہ 11 تا13 روایت حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ)۔ آخر اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کو قبول کیا اور قبولیت کی توفیق پائی۔ ابھی اَور بھی واقعات ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی جن کا نام حضرت شیخ نصیر الدین صاحب ہے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

1858ء میں مکند پور ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ ایک خواب کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اہلحدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے لیکن سکونِ قلب حاصل نہ تھا۔ مسجدوں میں علماء سے ''احوال آخرت'' پیشگوئیوں کی مشہور کتاب سنتے تو دل گواہی دیتا کہ آنے والے کا وقت تو یہی معلوم ہوتا ہے لیکن امام مہدی کا ظہور کیوں نہیں ہو رہا۔ اسی طرح ایک دن ایک مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک مولوی صاحب بڑی پریشانی کے عالم میں اپنی رانوں پر ہاتھ مار مار کر سورج اور چاند گرہن کا ذکر کر کر کے کہہ رہے تھے کہ اب تو لوگوں نے مرزا صاحب کو مان لینا ہے کیونکہ پیشگوئی کے مطابق گرہن تو لگ چکا ہے۔ آپ کے (یعنی مولوی شیخ نصیرالدین صاحب کے) کان میں یہ آواز پڑی تو پریشانی اور بڑھی کہ مولوی صاحب کیا کہہ رہے ہیں؟ اگر پیشگوئی پوری ہوگئی ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ چنانچہ آپ نے بڑی آہ وزاری سے دعائیں شروع کر دیں کہ مولیٰ کریم تُو ہی میری رہنمائی فرما۔ اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑی بلا آپ پر حملہ کرتی ہے لیکن آپ نے بندوق سے اس پر فائر کیا اور وہ دھوئیں کی طرح غائب ہوگئی۔ پھر آپ ایک اونچی جگہ مسجد میں نماز باجماعت میں شامل ہو گئے۔ یہ خواب آپ نے ایک مولوی صاحب سے بیان کی۔ اس نے تعبیر بتائی کہ آپ اپنے شیطان پر غلبہ حاصل کر لیں گے اور ایک صالح جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔ اسی دوران آپ نے حضرت مسیح موعود کے دعوے کے بارے میں سنا اور قادیان پہنچ کر اپنے خواب کی طرح صورتحال دیکھ کر بلا چون و چرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ اس طرح سورج چاند گرہن کی پیشگوئی (اور مولوی کی وہ باتیں) آپ کی رہنمائی کے لئے اہم محرّک ثابت ہوئیں۔''

(ماخوذ از تاریخ احمدیت ضلع راولپنڈی۔ مرتبہ خواجہ منظور صادق صاحب صفحہ 163، 164)

اللہ تعالیٰ دنیا کو بھی اور آجکل کے جو مسلمان ہیں ان کو بھی عقل دے اور بجائے زمانے کے امام کی مخالفت کرنے کے آپ کو ان کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ یہ عزیزم احمد یحییٰ باجوہ ابن مکرم نعیم احمد باجوہ صاحب جرمنی کا ہے۔ یہ جامعہ احمدیہ کے طالبعلم تھے۔ 11/ مارچ 2015ء کو ایک حادثے میں 27 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ جامعہ میں پہلے داخل ہوئے پھر کچھ بیماری کی وجہ سے پڑھائی چھوڑ دی اور چلے گئے۔ پھر دو سال بعد دوبارہ انہوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ میں نے داخل ہونا ہے۔ اس لئے زیادہ عمر کے باوجود بھی ان کو داخلہ دے دیا گیا۔ اب یہ رابعہ میں تھے اور بڑے ہونہار اور عاجز اور وقف کی حقیقی روح رکھنے والے طالبعلم تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا پیارا وجود تھے۔ اپنے ساتھیوں کو بھی سمجھانے کا ان کا بڑا اچھا انداز تھا۔ ان کے جو اکثر کلاس فیلو ہیں، نئے پرانے سب کے مجھے خط آئے ہیں ہر ایک نے ان کی تعریف کی ہے اور یہی مشترک چیز ہے کہ انتہائی عاجزی۔ کبھی کسی سے لڑائی نہیں کرنی۔ لڑ رہے ہوں تو ان کو سمجھانا، اصلاح کی کوشش کرنا بلکہ جامعہ کے ایک سٹاف ممبر (جو دوسرے کارکن تھے۔ ٹیچنگ سٹاف نہیں۔ اساتذہ میں سے نہیں بلکہ عام جو عملہ تھا اس میں سے ایک صاحب) کو سگریٹ نوشی کی عادت تھی۔ ایسے انداز سے انہوں نے ان سے بات کی کہ ان کی کوشش سے انہوں نے سگریٹ نوشی ترک کر دی۔ اور یہ ہر لحاظ سے بڑے پیار سے سمجھانے والے تھے۔ اور ہر ایک سے ان کا ایک پیار اور محبت کا تعلق تھا۔ بڑی دوستی کا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ابھی میں انشاء اللہ ان کا نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔

بینن (مغربی آفریقہ) کے لوکوساریجن میں جلسہ ہائے یومِ مصلح موعودؓ کا بابرکت انعقاد

رپورٹ: عارف محمود شہزاد۔ مبلغ سلسلہ بینن

ماہ فروری میں لوکوساریجن میں چھ مختلف مقامات پر جلسہ ہائے یوم مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انعقاد ہوا۔

سب سے پہلا جلسہ 20 فروری 2015ء کو جماعت آجا ساگوں (Adjassagon) میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں قریب کی پانچ جماعتیں شامل ہوئیں۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز صبح ساڑھے دس بجے تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا جو مکرم عزیزم ابراہیم صاحب نے پیش کی اس کے بعد مکرم جوگو مبین (DJOGOU Moubine) صاحب نے جو کہ اس علاقہ کے معلم بھی ہیں پیشگوئی مصلح موعودؓ پڑھ کر سنائی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک سفر کا ذکر کیا۔ اس کے بعد خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش اور آپ کے بچپن کے کچھ واقعات بیان کیے جن میں آپ کے دل میں خدا کو پانے کی تڑپ اور اسلام کے غلبہ کے لیے خدا تعالیٰ کے حضور کی جانے والی دعاؤں کا ذکر کیا اور اسلام احمدیت کی ترقی کے لیے آپ کی مساعی کا ذکر کیا، اس کے بعد نماز جمعہ کے لیے تیاری کی گئی اور ڈیڑھ بجے نماز جمعہ کا خطبہ شروع ہوا جس میں بھی خاکسار نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہُ کے اس عہد کا ذکر کیا۔ شاملین کی کل حاضری 197 افراد رہی۔

☆ 21 فروری 2015ء کو ایک دوسری جماعت تانجی (Tandji) میں جلسہ یومِ مصلح موعودؓ منعقد کیا گیا۔ اس جگہ بھی اس گاؤں کے قریب کی سات جماعتیں اس پروگرام میں شامل ہوئیں۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز صبح گیارہ بجے تلاوت قرآن مجید کے ساتھ ہوا جو کہ ایک نو مبائع آگبوئے غنیو (Agboye Ganiou) صاحب نے کی۔ اس کے بعد اس حلقہ کے معلم مکرم کوفی محمد صاحب نے اس حدیث کی روشنی میں کہ "یتزوج و یولد لہ" پیشگوئی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 20 فروری 2015ء کی روشنی میں بتایا کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے خود علوم ظاہری بھی سکھائے اور علوم باطنی بھی، اور خصوصاً قرآن مجید کا علم جس کے بارے میں آپ نے سب علماء کو چیلنج دیا کہ کوئی بڑے سے بڑا سائنس دان یا عالم میرے سامنے آجائے اور قرآن پر حملہ کرے تو میں اس کو ایسا جواب دوں گا کہ دنیا خود تسلیم کرے گی کہ اس کے اعتراض کا ردّ ہو گیا ہے۔ علاوہ اس کے سورۃ فاتحہ کی تفسیر کا سکھایا جانا اور دوسرے دینی اور شرعی علوم ہستیٔ باری تعالیٰ کا ثبوت وغیرہ۔ دعا کے ساتھ یہ پروگرام دوپہر دو بجے ختم ہوا۔ اس کے بعد نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی گئیں۔ اس پروگرام میں قریبی سات جماعتوں کے 185 افراد مرد و زن شامل ہوئے۔

☆ تیسرا پروگرام ایک جماعت توکپوئے (Tokpoe) میں مورخہ 21 فروری ہی کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس جگہ پروگرام کا باقاعدہ آغاز سہ پہر تین بجے تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم عزیزم لطیف صاحب نے پیش کی۔ اس کے بعد مکرم ماسے دے راشید (MASSEDE Rashid) صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ پڑھ کر سنائی اور اس کے بعد ہمارے لوکل مشنری مکرم رزاق اوّل صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سیرت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے کہا کہ بچپن ہی سے حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد رضی اللہ عنہ کی مصروفیات اور پیدا ہونے والے حالات نے آپ کے مصلح موعود ہونے کے شواہد دے دیے تھے اور آپ کی جوانی میں اور خصوصاً خلیفہ بننے کے بعد کے حالات نے اور ان حالات میں آپ کی قیادت میں جماعت کا ترقی کی منازل طے کرتے چلے جانا یہ اس بات کی سب سے بڑی دلیل تھی کہ آپ ہی وہ مصلح موعود تھے جس کے بارے میں اس پیشگوئی میں ذکر آیا ہے۔ شام پانچ بجے نماز عصر کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں چار جماعتوں کے 165 افراد مرد و زن شامل ہوئے۔

☆ چوتھا پروگرام مورخہ 22 فروری 2015ء کو ایک جماعت ذوہےنو (Zohenou) میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہاں پروگرام کا باقاعدہ آغاز دوپہر گیارہ بجے تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو عزیزم چیدیکو جبرائیل (TCHIDEKOU D jibrail) نے پیش کی جس کا فرنچ ترجمہ مکرم چیدیکو رحیمی (TCHIDEKOU Rahimi) صاحب نے پیش کیا اس کے مکرم کوفی محمد صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد مکرم چیدیکو رحیمی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے بچپن کے حالات اور آپ کی مصروفیات کے بارے میں بیان کیا اور آخر پر خاکسار نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیشگوئی میں بیان کردہ صفات میں سے جو یہ آیا ہے کہ ''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا'' کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ خطبہ جمعہ 20 فروری 2015ء کی روشنی میں مختلف امور بیان کئے۔ نماز ظہر و عصر کے ساتھ اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ اس جلسہ میں شاملین کی تعداد 317 افراد رہی اور گیارہ جماعتوں کی نمائندگی ہوئی۔

☆ اس سلسلہ میں ہمارا پانچواں پروگرام جماعت آچیمے (Atheme) میں منعقد کیا گیا۔ اس پروگرام کا باقاعدہ آغاز مورخہ 23 فروری 2015ء کو صبح گیارہ بجے تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا جو مکرم لاجا رزاق (Ladja Razaq) صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم ماسے دے رشید (Massede Rashid) صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد مکرم رزاق اوّل صاحب لوکل مشنری نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بچپن کے حالات کا تذکرہ کیا کہ آپ کو چھوٹی عمر ہی سے خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کی عادت تھی اور آپ اسی عمر ہی سے خدا تعالیٰ سے غلبۂ اسلام کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔ آخر پر خاکسار نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہونے والی جماعتی ترقیات کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا اور بتایا کہ افراد جماعت کی تعلیم و تربیت کے لیے آپ نے مختلف تحریکات کا آغاز کیا اور افراد جماعت کو پانچ تنظیموں میں تقسیم کیا اور ہر تنظیم کے سپرد مختلف تربیتی امور لگائے اور آج اللہ کے فضل سے یہ تنظیمیں بڑے احسن رنگ میں اپنے اپنے کاموں کو سرانجام دے رہی ہیں۔ سہ پہر اڑھائی بجے پروگرام کا اختتام دعا سے ہوا اس کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔ اس پروگرام میں سات جماعتوں کے 133 افراد مرد و زن شامل ہوئے۔

☆ ہمارے چھٹے پروگرام کا انعقاد مورخہ 25 فروری 2015ء کو ایک جماعت آگیدا ہوئے (Aguidahoue) میں ہوا، پروگرام کا باقاعدہ آغاز صبح گیارہ بجے تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو مکرم ولی صاحب نے پیش کی اس کے بعد مکرم ماسے دے رشید (Massede Rashid) صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد ہمارے لوکل مشنری مکرم رزاق اوّل صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن کے حالات کا تذکرہ کیا اور آپ کی کمزور صحت کے باوجود خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت جو آپ کو ملتی رہی کا ذکر کیا۔ اس کے بعد آخر میں خاکسار نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی جاری کردہ مالی تحریکات میں سے صرف دو یعنی تحریک جدید اور وقف جدید کا ذکر کیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی راہنمائی فرمائی اور آج ان دو تحریکات کے ذریعہ کس طرح اشاعت اسلام کا کام ساری دنیا میں جاری ہے۔ قرآن مجید کے تراجم اور مشن ہاؤسز کا قیام یہ سب ان قائم کردہ تحریکات ہی کا نتیجہ ہے۔ نماز ظہر و عصر کے ساتھ تقریباً ساڑھے تین بجے پروگرام کا اختتام ہوا۔ اس پروگرام میں چھ جماعتوں کے 118 افراد شامل ہوئے۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں احسن رنگ میں مقبول خدمت دین کی توفیق دے اور تمام نومبائعین کی احسن رنگ میں تربیت کرنے کی توفیق عطا ہو۔ آمین

''عبادتوں کے معیار بلند کریں''

(ارشاد مبارک حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ)

(خالد سیف اللہ خان۔آسٹریلیا)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بار بار اپنے خطبات اور تقاریر میں ہمیں اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی تلقین فرماتے رہتے ہیں۔ حضور کی یہ تکرار عین سورۂ نور کی آیت استخلاف کے مطابق ہے جس میں خلافت کا انعام پانے والے صالح مومنوں کی اہم نشانی یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَایُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا کہ وہ ایسے لوگ ہوں گے جو میری عبادت کرنے والے ہوں گے اور کسی شے کو میرے ساتھ شریک ٹھہرانے والے نہیں ہوں گے۔ گویا عبادت الٰہی کا قیام ان کا سب سے اہم فریضہ ہوگا۔ ایسا ہونا ہی تھا کیونکہ جو خلفاء نبوت کے طریق پر (یعنی علیٰ منہاج النبوۃ) خدا قائم فرماتا ہے وہ نبیوں کی جانشینی میں وہی کام اُسی طریق پر سرانجام دیتے ہیں جس طرح وہ نبی اُن کاموں کو انجام دیا کرتے تھے۔ اور ہر نبی اپنی قوم کو یہی تلقین کرتا رہا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو۔ اور ایسا ہی ہونا لازمی تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنّ واِنس کو اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ یعنی اپنی اطاعت کے لئے، اس کا عبد یعنی غلام بننے کے لئے اور خدائی صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھانے کے لئے۔ جیسے فرمایا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (3:33) صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً وَّنَحْنُ لَہٗ عٰبِدُوْنَ (2:139) یعنی میں نے جنّوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ اور تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور اللہ کا رنگ اختیار کرو اور اللہ سے بہتر رنگ کس کا ہے؟ پس شمع خلافت کے تمام پروانوں کا اوّلین فرض یہ ہے کہ اپنے اپنے دائرہ اختیار میں جہاں تک ان کا بس چلتا ہے خداتعالیٰ کی عبادت کو قائم کریں اور اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے ہر کام کا مرکز ومحور اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی عبادت کو بنائیں اور عبادتوں کے معیار کو ہمیشہ بلند کرنے اور بلند رکھنے کے لئے جدوجہد کرتے رہیں۔

اسلام میں فرض عبادات پانچ ہیں ان میں کسی ایک کو بھی جان بوجھ کر چھوڑ دینے سے انسان عملاً مسلمان نہیں رہتا۔ نام کا مسلمان وہ ضرور رہے گا اور کوئی اس کو اسلام سے خارج نہیں کرسکتا لیکن خدا کے رجسٹر میں اس کا نام مسلمانوں سے خارج ہو جائے گا۔ پہلا حکم اللہ کی توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرنا اور اسے اپنی زندگی میں رائج کرنا ہے یعنی خدا کو ہر چیز پر مقدم کرنا اور ہر بات میں رسول خدا کے نمونہ کی پیروی کرنا۔ دوسرا فرض پانچوں وقت شرائط کے مطابق نماز ادا کرنا ہے۔ تیسرا فرض یہ ہے کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو رمضان کے روزے رکھے۔ چوتھا فرض اگر پاس مال جمع ہو تو اس پر زکوٰۃ دینا ہے۔ اور پانچواں حکم یہ ہے کہ اگر صحت ہو، رستہ کا امن ہو اور زادِراہ ہو تو زندگی میں ایک بار حج کرنا ہے۔ ان پانچوں عبادات میں سے جو عبادت مسلسل ساری عمر باقاعدگی سے بجالانی ضروری ہے وہ قیام صلوٰۃ ہے۔

اس وقت خاکسار نماز ہی کے بارے میں قرآن وحدیث، تحریرات حضرت مسیح موعودؑ وخلفاء مسیح موعودؑ کے حوالے سے بعض ضروری باتیں بیان کرنا چاہتا ہے جو اگر ہم ہمیشہ اپنے ذہن میں مستحضر رکھیں تو نماز کا معیار بلند ہوسکتا ہے۔

پہلی ضروری بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ دعا اور توبہ میں تصورات کا دخل بہت ہے۔ نماز میں جو دعا بھی کریں اور ساری نماز تو دعا ہی ہے اور دعا ہی عبادت کا مغز ہے اس کا تصور ذہن میں لائیں بالخصوص خدا کی قدرتوں کا اور اپنی کمزوری، بے بسی اور گناہوں کا۔ یہ چیز نماز کے ہر فقرہ پر لگتی ہے اور اس کی بعض مثالیں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

1۔وضو

وضو نماز کی کنجی ہے۔ قرآن کریم میں نماز سے پہلے وضو کرنے کا حکم بیان ہوا ہے۔ فرمایا:

''اے ایماندارو جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ بھی دھولیا کرو اور اگر جُنبی ہو تو نہا لیا کرو''۔ (المائدۃ:7)

خلیفۃ الرسول حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص بھی اچھی طرح وُضو کرے اُس کے قصور اُس کے جسم سے یہاں تک کہ اُس کے ناخنوں کے اندر سے بھی نکل جاتے ہیں''۔

(مسلم ۔ بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 165)

چونکہ وضو کرنے کے لئے پہلے طہارت کرنا ضروری ہے اس لئے اپنے جسم کو پیشاب پاخانہ سے صاف رکھنا چاہئے۔ بہتر ہے پانی سے ہو اور اگر وہ میسر نہ ہو یا اس کا انتظام نہ ہو تو ٹِشو پیپر یا مٹی وغیرہ سے اچھی طرح صفائی کرنا ضروری ہے۔ ایک حدیث کے مطابق ایک شخص کو قبر میں اس لئے عذاب دیا جارہا تھا کہ وہ اپنے کپڑوں کو پیشاب سے پاک صاف نہیں رکھتا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ظاہری وضو کے بالمقابل باطنی وضو ہے۔ یعنی جس طرح انسان اپنے اعضاء کو ظاہری طور پر دھوتا ہے ویسے ہی دعا اور استغفار سے ان اعضاء کو روحانی طور پر بھی پاک صاف رکھنے کے کا عزم کرتا ہے۔ آپ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں:

جسم کو مَل مَل کے دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھووے وہی ہے پاک نزدِ کردگار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد21 صفحہ 135)

محض پانی سے جسم کو دھوکر اسے گناہوں سے پاک کرنے کا تصور تو تقریباً سبھی مذاہب میں ہے۔ ہندو گنگا جمنا میں نہاتے ہیں۔ یہودی اور عیسائی پانی میں ڈبکی لے کر یا چہرہ وغیرہ پر پانی کے چھینٹے مارنے کے ذریعہ گزشتہ گناہوں سے صاف ہوتے ہیں۔ اصل وضو یہ ہے کہ وضو کرتے وقت اپنے ہاتھ، پاؤں، منہ، زبان، کان اور شرمگاہوں کی گناہوں سے حفاظت کرنے کا عزم ہے۔

وضو کے بعد تشہد اور جو دعا پڑھی جاتی ہے اس میں بھی توّاب بن کر باطنی وروحانی وضو کرنے کا عزم ہے اور مطہّر بن کر جسم کی ظاہری صفائی رکھنے کی دعا ہے۔ پس وضو کرتے وقت ظاہری وباطنی دونوں قسم کے وضوؤں کا تصور ذہن میں رکھ کر عزم کرنا چاہئے۔

2۔ اذان واقامت

اذان کے الفاظ کو مؤذن کے ساتھ ساتھ سمجھ سمجھ کر دہرانا مسنون ہے۔ بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور وسیلہ بننے کی دعا کرنی چاہئے۔ اللہ اکبر کہتے ہوئے دنیا کی اور اپنی ہر چیز کو ذہن میں لاکر دل سے کہیں کہ ہاں میں مانتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ اللہ اور اس کا ذکر یعنی نماز ہر چیز سے بڑی ہے اور مقدّم ہے۔

3۔ نیت

نیّت کرتے وقت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا جو قرآن کریم میں بیان فرمائی ہوئی ہے پڑھی جاتی ہے۔ نمازی خدا سے عرض کرتا ہے۔ میں نے (تمام) کج راہوں سے بچتے ہوئے یقیناً اپنا منہ اس (خدا) کی طرف پھیر دیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں'' (الانعام:80)

نیت کرتے وقت یہ تصور باندھیں کہ خدا آپ کے اندر باہر ہر جگہ ہے۔ ہر چیز کا خالق اور اس کا سہارا ہے اور میں گویا اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ یا کم ازکم یہ تصور پورے یقین سے باندھیں کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس مقام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں احسان کا مرتبہ قرار دیا ہے۔ خدا کا یہ تصور باندھیں:

'' اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (البقرۃ:256) یعنی وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی نہیں وہی ہر ایک جان اور ہر ایک وجود کا سہارا ہے۔ اس آیت کے لفظی معنے یہ ہیں کہ زندہ وہی خدا ہے اور قائم بالذات وہی خدا ہے۔ پس جب کہ وہی ایک زندہ ہے اور وہی ایک قائم بالذات ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک شخص جو اس کے سوا زندہ نظر آتا ہے وہ اسی کی زندگی سے زندہ ہے اور ہر ایک جو زمین یا آسمان میں قائم ہے وہ اسی کی ذات سے قائم ہے''۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد23 صفحہ 120)

پس نماز پڑھتے وقت اس خدا کا تصور باندھیں جو ہر شے کے پیچھے نہاں ہے جو میرے جسم کی جان اور میری روح کے ذرّہ ذرّہ کو قائم رکھنے والا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت کو یاد کریں:

''جب تو دعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ تب تیری دعا منظور ہوگی اور تُو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا جو ہم نے دیکھے اور ہماری گواہی رؤیت سے ہے نہ بطور قصہ کے۔''

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد19 صفحہ 21)

ثنا

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ پڑھتے ہوئے یہ مفہوم ذہن میں رکھیں کہ اے اللہ میں تجھے ہر کمزوری سے پاک اور ہر خوبی سے متصف یقین کرتا ہوں۔ ساری برکت تیرے نام سے ہے۔ تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی میرا اِلٰہْ (معبود، مقصود اور مطلوب) نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (الجمعۃ:2) یعنی جیسے آسمان پر ہر ایک چیز خدا کی تسبیح وتقدیس کر رہی ہے ویسے زمین پر بھی ہر ایک چیز اس کی تسبیح وتقدیس کرتی ہے۔ پس کیا زمین پر خدا کی تحمید وتقدیس نہیں ہوتی۔ ایسا کلمہ ایک کامل عارف کے منہ سے نہیں نکل سکتا۔ بلکہ زمین کی چیزوں میں سے کوئی چیز تو شریعت کے احکام کی اطاعت کر رہی ہے اور کوئی چیز قضاو قدر کے احکام کے تابع ہے۔ اور کوئی دونوں کی اطاعت میں کمربستہ ہے۔ کیا بادل، کیا ہوا، کیا آگ، کیا زمین سب خدا کی اطاعت وتقدیس میں محو ہیں۔ اگر کوئی انسان الٰہی شریعت کے احکام کا سرکش ہے تو الٰہی قضا وقدر کے حکم کا تابع ہے۔ ان دونوں حکومتوں سے باہر کوئی نہیں۔ کسی نہ کسی آسمانی حکومت کا جُوا ہر ایک کی گردن پر ہے''۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ 33)

پس خدا کی تسبیح وتحمید کرنے والا اپنے آپ کو اسی طرح خدا کی اطاعت میں لگائے رکھنے کا اقرار کرتا ہے جس طرح کائنات کا ذرّہ ذرّہ اس کے احکام کی اطاعت کرتا ہے اور اس کی ہر تقدیر پر راضی رہنے کا عزم کرتا ہے۔

تعوّذ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھتے ہوئے جب نمازی یہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان سے جو کہ درگاہِ اِلٰہی سے دُور پھینکا گیا ہے تو وہ عرض کرتا ہے کہ اے خدا میں اپنی عبادت نماز، تلاوت قرآن وغیرہ کے ذریعہ تیرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن شیطان دل میں طرح طرح کے خیالات اور وسوسے ڈال کر میری توجہ کو منتشر کرتا ہے۔ خدایا تُو ہی مجھے اس سے بچائے تو بچ سکتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کہو کہ تم یوں دعا مانگا کرو کہ ہم وسوسہ انداز شیطان کے وسوسوں سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے اور ان کو دین سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے کبھی بطور خود اور کبھی کسی انسان میں ہوکر، خدا کی پناہ مانگتے ہیں''۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 78 حاشیہ)

فاتحہ

سورہ فاتحہ نماز کا لازمی حصہ ہے۔ یہ بہترین دعا ہے۔ دین ودنیا کی ساری پریشانیوں کا یہ علاج ہے اور خدا کے قرب اور اس کے فضلوں کو پانے کی راہیں اس کے ذریعہ سے کھلتی ہیں۔ اس کے آئینہ میں خدا نظر آتا ہے۔ جب نمازی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہے تو کائنات کے ذرہ ذرہ کی تخلیق ان کی صفات اور طاقتوں کو نظر کے سامنے لائے۔ رحمان کہے تو خود اپنے اور تمام جانداروں کے اعضاء وقویٰ اور ان کی زندگی قائم رکھنے کے اسباب جو خدا نے مہیا فرمائے ہیں ان کا تصور کرے۔ پھر نمازی رحیم خدا کا تصور کرتا ہے جو اپنے بندوں کی مخلصانہ کوششوں اور دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے اور ان کی کوششوں کو بار بار ثمردار بناتا ہے۔ پھر مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہتے ہوئے اعمال کے نتائج کو ذہن میں لاتا ہے جو خواہ دنیا میں ظاہر ہوں یا آخرت میں۔ پھر اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہتے ہوئے خدا کی بندگی میں زندگی گزارنے کا عہد کیا جاتا ہے اور اس کی مشکلات کو ذہن میں لاکر خدا ہی سے اس کی مدد طلب کی جاتی ہے۔ پھر گزشتہ انبیاء اولیاء کو ذہن میں لاکر دعا کی جاتی ہے کہ اے خدا ہمیں بھی انہیں راہوں پر چلا جن پر چل کر وہ تیرے فضلوں کے وارث ہوئے۔ پھر سخت دل، شرارتی، نافرمان اور خدا کی راہوں سے بھولے بھٹکے لوگوں کو ذہن میں لاکر خدا سے عرض کرے کہ اے خدا ہمیں ان جیسا نہ بنانا، کبھی نہ بنانا۔ اے خدا ایسا ہی کرنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہم اس حیّ وقیوم کو محض اپنی تدبیروں سے ہرگز پا نہیں سکتے۔ بلکہ اس راہ میں صراط مستقیم صرف یہ ہے کہ

پہلے ہم اپنی زندگی معہ اپنی تمام قوتوں کے خدائے تعالیٰ کی راہ میں وقف کر کے پھر خدا کے وصال کے لئے دعا میں لگے رہیں تا خدا ہی کے ذریعہ سے پاویں۔ اور سب سے زیادہ پیاری دعا جو عین محل اور موقعہ سوال کا ہمیں سکھاتی ہے اور فطرت کے روحانی جوش کا نقشہ ہمارے سامنے رکھتی ہے وہ دعا ہے جو خدائے کریم نے اپنی پاک کتاب قرآن شریف میں یعنی سورۃ فاتحہ میں ہمیں سکھلائی ہے اور وہ یہ ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تمام پاک تعریفیں جو ہو سکتی ہیں اس اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا اور قائم رکھنے والا ہے۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وہی خدا ہے جو ہمارے اعمال سے پہلے ہمارے لئے رحمت کا سامان میسر کرنے والا ہے۔ اور ہمارے اعمال کے بعد رحمت کے ساتھ جزا دینے والا ہے۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وہ خدا جو جزا کے دن کا وہی ایک مالک ہے کسی اور کو وہ دن نہیں سونپا گیا۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اے وہ جو ان تعریفوں کا جامع ہے ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور ہم ہر کام میں توفیق تجھ ہی سے چاہتے ہیں۔ اس جگہ ہم کے لفظ سے پرستش کا اقرار کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہمارے تمام قویٰ تیری پرستش میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے آستانہ پر جھکے ہوئے ہیں کیونکہ انسان باعتبار اپنے اندرونی قویٰ کے ایک جماعت اور ایک امّت ہے اور اس طرح پر تمام قویٰ کا خدا کو سجدہ کرنا یہی وہ حالت ہے جس کو اسلام کہتے ہیں۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ہمیں سیدھی راہ دکھلا اور اس پر ثابت قدم کر کے ان لوگوں کی راہ دکھلا جن پر تیرا انعام واکرام ہے اور تیرے مورد فضل وکرم ہو گئے ہیں۔ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ اور ہمیں ان لوگوں کی راہوں سے بچا جن پر تیرا غضب ہے اور جو تجھ تک نہیں پہنچ سکے اور راہ کو بھول گئے۔ آمین۔ اے خدا ایسا ہی کر"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 382-381)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"نماز میں سورۃ فاتحہ کا تکرار نہایت مؤثر چیز ہے۔ کیسی بے ذوقی و بے مزگی ہو اس عمل کو برابر جاری رکھنا چاہئے۔ یعنی کبھی تکرار اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا اور کبھی تکرار آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا اور سجدہ میں يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ۔"

(تفسیر سورۃ فاتحہ از حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 22)

پھر فرمایا: "سورۃ فاتحہ کا ورد نماز میں بہتر ہے۔ بہتر ہے کہ نماز تہجد میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کا بہ دلی توجہ وخضوع تکرار کریں اور اپنے دل کو نزول انوار الٰہیہ کے لئے پیش کریں اور کبھی تکرار آیت اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا کیا کریں۔ ان دونوں کا تکرار انشاء اللہ القدر تنویر قلب وتزکیہ نفس کا موجب ہوگا"۔

(الحکم 24 جون 1903ء بحوالہ "تعلیم فہم القرآن مولفہ مرزا حنیف احمد صاحب صفحہ 861)

یعنی ان دونوں آیتوں کے تکرار سے اور اپنے دل کو تصور میں خدائی انوار کے نزول کے لئے کھولنے کے نتیجہ میں نماز میں ذوق، مزا اور اثر پیدا ہو جاتا ہے اور دل روشن ہوتا اور غلط سوچوں اور خیالات سے پاک ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور صحابۂ مسیح موعودؑ اپنی نمازوں میں ان آیات کا بکثرت تکرار کیا کرتے تھے جس کا خاکسار نے خود کئی بار مشاہدہ کیا ہے۔ اس تکرار سے بھی نماز کا معیار بلند ہوتا ہے۔

سورہ اخلاص: حدیث میں اس سورۃ کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔ یہ سورۃ ہر قسم کے شرک کا قلع قمع کرتی ہے۔ خدا کا کوئی شریک نہیں، نہ اس کی ذات میں، نہ اس کی صفات میں، نہ کاموں میں، اس سورۃ کے مضامین کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یعنی کہہ خدا وہ عظیم الشان خدا ہے جو اس سے پاک ہے جو کسی عورت کے پیٹ سے نکلے اور جنا جائے اور ہر یک چیز اس کی طرف محتاج ہے اور وہ کسی کی طرف محتاج نہیں اور اس کا کوئی قرابتی اور ہم جنس نہیں نہ باپ، نہ ماں، نہ بھائی، نہ بہن اور نہ کوئی ہم مرتبہ اور پھر یہ کمال کیا ہے کہ لم یلد کا لفظ جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا کسی کا بیٹا نہیں۔ کسی کا جنا یا ہوا نہیں"۔ (ست بچن صفحہ 140-139)

پھر مزید خلاصۃً سورۃ کا مضمون یوں بیان فرمایا: "وہ خدا اکیلا ہے۔ نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کوئی اس کا بیٹا اور نہ کوئی اس کے برابر اور نہ کوئی اس کا ہم جنس"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 62)

درود شریف: سورۃ احزاب کی آیت 57 کا ترجمہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"خدا اور اس کے سارے فرشتے اس نبی کریمؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایماندارو تم بھی اس پر درود بھیجو اور نہایت اخلاص اور محبت سے سلام کرو"۔

(براہین احمدیہ صفحہ 241 حاشیہ)

نیز فرمایا دعا کی قبولیت کے تین ہی ذریعے ہیں اوّل اگر خدا سے پیار ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا۔ دوم درود پڑھنا اور تیسرے جو خدا محض اپنے فضل واحسان فرماتے ہیں۔ دعا قبول فرمائے۔ حضورؑ فرماتے ہیں قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں اول اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِي دوم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا سوم موہبت الٰہی۔

(بحوالہ تفسیر مسیح موعود جلد سوم صفحہ 96)

درود شریف پڑھتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبت بھرے دل سے ہر قسم کی رحمت، برکت اور سلامتی کی دعا مانگنی چاہئے۔ اسی طرح کی رحمتیں اور برکتیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل پر حمید ومجید خدا نے کیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی اور روحانی اولاد کو بھی تصور میں لانا چاہئے جنہوں نے عقیدہ وعمل میں آپؐ کی پیروی کی وہ آج دنیا میں کہیں بھی ہوں یا قیامت تک پیدا ہونے والے ہوں یا وفات پا چکے ہوں۔ سورۃ فاتحہ اور درود شریف جس طرح زندوں کے لئے دعا ہے ویسے ہی وفات یافتگان کے لئے بھی ہے اسی لئے یہ نماز جنازہ کا حصہ ہیں۔

....

دعا بین السجدتین

دو سجدوں کے درمیان جو دعا پڑھی جاتی ہے اس کے بارہ میں صحیح مسلم میں یہ روایت آتی ہے: "حضرت طارق بن اُشیم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے نماز پڑھنی سکھاتے اور پھر اسے ارشاد فرماتے کہ ان الفاظ میں دعا کیا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ۔ اے اللہ میرے گناہوں کو بخش اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور ہر ایک شر سے محفوظ رکھ اور مجھے رزق دے۔ فقہ احمدیہ میں اس دعا میں وَارْفَعْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ کا بھی اضافہ ہے یعنی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْزُقْنِيْ یعنی اور مجھے بلندی بخش اور میری اصلاح کر بھی شامل ہے۔ (فقہ احمدیہ صفحہ 74) اس دعا میں مغفرت کی دعا ہے جس کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے گناہوں اور کمزوریوں کو ذہن میں لا کر ان پر ندامت محسوس کی جائے۔ جن خیالات اور سوچوں نے ان گناہوں کو جنم دیا ہے ان کا قلع قمع کیا جائے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا عزم کیا جائے۔ (خلاصہ اقتباس مسیح موعودؑ)

....

التحیات

التحیات پڑھتے ہوئے جب یہ کہے کہ تمام عبادتیں خواہ زبان کی ہوں، جسم کی ہوں یا مال کی سب صرف خدا کے لئے ہیں تو ساتھ اپنا جائزہ بھی لے کہ کیا میں سچ کہہ رہا ہوں اور واقعی میری نمازیں، چندے اور خدمت دین کے کام سبھی صرف خدا ہی کے لئے ہیں اور کسی اور کو خوش کرنے یا کسی نفسانی غرض کے لئے تو نہیں۔ کہیں ان میں دنیا کی ملونی تو نہیں۔ اس کے بعد کہے اے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر سلامتی نازل ہو اور جس قدر خدا کے نیک بندے ہیں ان سب پر بھی سلامتی نازل ہو۔ نیز اس کی رحمتیں اور برکتیں بھی۔

....

باقی دعائیں

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کے بارہ میں حضرت انسؓ خادم رسولؐ کی روایت ہے کہ سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ دنیا وآخرت کی سب نعمتیں اس میں آجاتی ہیں۔ لیکن جو نعمتیں خدا سے غافل کر دیں وہ بطور ابتلاء ہوتی ہیں اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ کے مطابق وہ حسنات نہیں رہتیں۔ خدا کبھی تنگی ترشی سے آزماتا ہے تا بندہ کا صبر آزمائے اور کبھی فراخی اور خوشحالی سے آزماتا ہے تا بندہ کا شکر آزمائے۔

نماز کے آخر پر ابراہیم علیہ السلام کی دو پیاری دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراھیم:41) اے میرے رب مجھے اور میری اولاد (میں سے ہر ایک) کو عمدگی سے (باقاعدگی سے) نماز ادا کرنے والا بنا (اے) ہمارے رب (ہم پر فضل کر) اور میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب جس دن حساب ہونے لگے اس دن مجھے اور میرے والدین کو اور تمام مومنوں کو بخش دیجیو (تفسیر صغیر)

ان دعاؤں کے وقت اچھے نمازی بننے کے لئے نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ اپنی ساری اولاد اور ساری نسل کو ذہن میں لائیں اور روز قیامت کو بصیرت کی دعا مانگیں خواہ ان کا تعلق ماضی سے ہو، حال سے یا مستقبل سے۔ اس طرح سمجھ سمجھ کر صحیح تصورات کے ذریعہ رقت اور خشیت حاصل کر کے اور نماز کو اپنے جسم وروح پر وارد کر کے جو نماز پڑھی جاتی ہے وہی ہے جس کے بارہ میں خدا کا وعدہ ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ یقیناً نماز سب بری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ اور نماز کا یہی وہ بلند معیار ہے جس کو قائم کرنے کے لئے ہمارے پیارے امام ہم سب کو بار بار پکار رہے ہیں۔ اے خدا ہم سب کو ایسی نمازوں کے ادا کرنے کی توفیق دے ایسی نماز جو الفاظ کا خالی چھلکا ہی نہ بلکہ دعا کے مغز سے بھرپور ہو۔

....

مساجد۔ نوبت خانے

پرانے زمانہ میں بادشاہ نوبت خانے بنایا کرتے تھے جس کی ایک غرض یہ ہوا کرتی تھی کہ جب بادشاہ اپنی رعایا کو ملنے کے لئے دربار کرے یا اس کا جلوس نکلے تو لوگوں کو اطلاع دینے کے لئے نوبتیں بجا کرتی تھیں۔ اس طرح کا نوبت خانہ جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو آپ عالم تصور میں اپنی حقیقی بادشاہ اللہ تعالیٰ کے نوبت خانہ میں پہنچ گئے۔ جہاں سے دن میں پانچ مرتبہ بادشاہ کی زیارت کے لئے اذان کی شکل میں نوبت بجائی جاتی ہے۔ مسجدیں خدا کا گھر، اس کی زیارتگاہ ہیں اور آج دنیا کو خدا کی طرف بلانے کی ذمہ داری مسیح موعودؑ اور اس کی جماعت پر ڈالی گئی ہے۔ یہی ہماری سب سے اہم ذمہ داری ہے جس کا ذکر آیت استخلاف میں يَعْبُدُوْنَنِيْ کے الفاظ میں بطور پیشگوئی کیا گیا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ اپنے "سیر روحانی" کے سلسلۂ تقاریر میں دنیا کے نوبت خانوں اور خدا کے نوبت خانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "غرض اِس نوبت خانہ سے جو یہ نوبت بجی، یہ کیا شاندار نوبت ہے۔ پھر کیسی معقول نوبت ہے۔ وہاں ایک طرف بینڈ بج رہے ہیں ٹوں ٹوں ٹوک، ٹین ٹیں ہیں۔ اور یہ کہتا ہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة، حَيَّ عَلَى الْفَلَاح۔ کیا معقول باتیں ہیں۔ کیسی سمجھدار آدمیوں کی باتیں ہیں۔ بچہ بھی سنے تو وجد کرنے لگ جائے۔........مگر افسوس! کہ اس نوبت خانہ کو آخر مسلمانوں نے خاموش کر دیا..........

اور اس نوبت کے بجنے پر جو سپاہی جمع ہوا کرتے تھے وہ کروڑوں سے دسیوں پر آ گئے اور اُن میں سے بھی ننانوے فیصدی صرف رسماً اُٹھک بیٹھک کر کے چلے جاتے ہیں۔ تب اس نوبت خانہ کی آواز کا رعب جاتا رہا۔ اسلام کا سایہ کھنچنے لگا۔ خدا کی حکومت پھر آسمان پر چلی گئی اور دنیا پھر شیطان کے قبضہ میں آ گئی۔

اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو! ہاں تم کو! ہاں تم کو! خدا تعالیٰ نے پھر اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں تا کہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادت توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آ جائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے۔ بس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ میری آواز نہیں ہے۔ میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔ تم میری مانو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ"۔

(سیر روحانی صفحہ 626-619)

پس آئیں خدا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی نمازوں کے معیار بلند کریں۔ خدا کی زمین کو دعاؤں سے معمور کر دیں۔ ہماری نمازیں محض رسمی اُٹھک بیٹھک نہ ہوں بلکہ وہ پُرمغز ہوں۔ وہ خالی جسم نہ ہوں بلکہ ان میں تقویٰ کی روح کارفرما ہو اور پھر ایسے نمازیوں سے ہماری مساجد اور مراکز بھر جائیں اور ہمیشہ بھرے رہیں۔ آمین

......☆......☆......☆......

جاپان کے مشہور TV چینلز، بڑے قومی اخبارات، سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے ذریعہ سے وسیع پیمانے پر اسلام احمدیت کے پیغام کی اشاعت

رپورٹ: انیس احمد ندیم مبلغ سلسلہ جاپان

19 جنوری 2015ء کو ایک دہشتگرد تنظیم نے دو جاپانی شہریوں کو یرغمال بنا کر تاوان کی رقم نہ ملنے پر قتل کرنے کی دھمکی کے ساتھ ایک ویڈیو پیغام جاری کیا۔ اس ویڈیو پیغام کی اشاعت سے جاپان بھر میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی اور شدت پسند تنظیموں کی حرکات کے نتیجہ میں اسلام اور اسلامی تعلیمات موضوع بحث بن گئیں۔

دہشتگردی کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں

جماعت احمدیہ جاپان نے 20 جنوری 2015ء کو ایک پریس ریلیز کے ذریعہ اس واقعہ کی پر زور مذمت کرتے ہوئے اور اپنے جاپانی بھائیوں سے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے یرغمالیوں کی جلد رہائی کے لئے دعائیہ اپیل

جاری کی۔ نیز یہ بات واضح کی گئی کہ دہشتگردی اور شدّت پسندی کا اسلام کی حقیقی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم امن وآشتی کے پیغام پر مشتمل ہے اور ہمارا خدا ربّ العالمین اور رحمٰن ورحیم ہے جبکہ ہمارے پیارے رسول بھی تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے موقف کو اخبارات، ٹی وی اور سوشل میڈیا پر بڑے پیمانہ پر نشر کیا گیا اور جاپانیوں نے اپنے تأثرات کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے نقطہ نظر کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ 22 جنوری سے 10 فروری تک 26 ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ کروڑہا افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا۔ ٹی وی چینلز پر درج ذیل مفہوم کے مطابق پرامن اسلامی تعلیم کا بار بار پرچار ہوا اور جماعت احمدیہ جاپان کو اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لئے اللہ تعالیٰ نے نمایاں خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ دو ہفتہ سے زائد عرصہ تک متعدد ٹی وی چینلز پر درج ذیل بیانات بار بار نشر کئے گئے۔

☆ ''اسلام کا لفظی مطلب ہی امن وسلامتی ہے اور مسلمانوں کی greetings السلام علیکم کا مفہوم ہی یہ ہے کہ ہماری طرف سے صرف سلامتی ہی سلامتی ہے۔ دہشتگردوں کی کارروائیوں کا اسلامی تعلیم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں''

☆ ''اسلام کی حقیقی تعلیم محبت، امن اور باہمی احترام کا درس دیتی ہے۔ دہشتگردوں کا اسلام سے کچھ تعلق نہیں کیونکہ ان کے اعمال اور افعال اسلامی تعلیم اور پیغمبر اسلام کی حیات مبارکہ سے مطابقت نہیں رکھتے۔''

☆ ''قرآن کریم ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک بے گناہ انسان کا قتل ساری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے''

☆ ''اسلامی تعلیم کے مطابق جو شخص انسانوں پر رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔''

اذان، نماز جمعہ اور خطبہ جمعہ کے مناظر

30 جنوری 2015ء کو نماز جمعہ کے مناظر اور خطبہ جمعہ کے بعض حصے 5 ٹی وی چینلز نے نشر کئے۔ اسی طرح بار بار اذان کے الفاظ اور خطبہ جمعہ کے بعض حصے متعدد ٹی وی چینلز اور بڑی اخبارات کے ذریعہ جاپان کے کونے کونے میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچاتے رہے۔

پریس کانفرنس کے ذریعہ وسیع پیمانے پر اسلام احمدیت کی اشاعت

مؤرخہ 23 جنوری 2015ء کو ناگویا سٹی ہال میں ایک پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ اس پریس کانفرنس میں 10 ٹی وی اور 12 اخباری اداروں و نیوز ایجنسیوں نے شرکت کی۔ اس دن شام اور رات کے خبرناموں میں تمام میڈیا اداروں نے پریس کانفرنس نشر کی اور مشہور جاپانی ٹی وی چینلز کے ذریعہ آیات قرآنی، احادیث اور جماعت احمدیہ کا مؤقف بڑی خوبصورتی سے نشر کیا گیا۔

انٹرنیٹ کے ذریعہ Google، Yahoo، Rakuten اور دیگر تمام بڑی ویب سائٹس نے جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کردہ موقف نمایاں طور پر پیش کیا کہ دہشتگردی کی کارروائیوں کا اسلام کی حقیقی تعلیم سے کچھ تعلق نہیں۔

وقف نو کلاس اور جلسہ سیرۃ النبیؐ کی ٹی وی اور اخبارات میں کوریج

یکم فروری کو وقف نو کلاس 4 ٹی وی چینلز پر نشر ہوئی۔ اس کلاس کے ذریعہ 'اسلام اور قرآن کریم امن وآشتی کا منبع ہیں' کا پیغام بڑی خوبصورتی سے نشر کیا گیا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کی مناسبت سے جماعت احمدیہ ناگویا کے جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مناظر کے ساتھ ایک خبر 2 ٹی وی اور تین اخبارات میں شائع ہوئی۔

ٹوئٹر کے ذریعہ اسلام احمدیت کے مؤقف کی تشہیر

جماعت احمدیہ جاپان کے ٹوئٹر اکاؤنٹ @islamforjapanes کے ذریعہ آیات قرآنی، احادیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کے ارشادات کی اشاعت کے ذریعہ خوبصورت اسلامی تعلیم اور پاکیزہ اُسوہ رسول اُجاگر کیا گیا۔ ہمارے ٹوئٹر اکاؤنٹس کی ایک ایک پوسٹ تین تین ہزار دفعہ retweet ہوئی اور ایک ماہ کے اندر صرف ٹوئٹر کے ذریعہ پانچ لاکھ لوگوں تک پیغام پہنچا۔ ٹوئٹر کے ذریعہ موصول ہونے والے بعض تبصرے درج ذیل ہیں۔

☆ ''ہمیں یہ سمجھ آئی ہے کہ اسلام امن وآشتی کا مذہب ہے۔ اگر جاپانیوں کی طرف سے اسلام پر تنقید کی گئی ہے تو ہم دل کی گہرائیوں سے معذرت خواہ ہیں۔ آپ لوگ یہ کوششیں جاری رکھیں۔ خدا آپ کو کامیاب کرے۔'' (Feb2)

☆ ''ماس میڈیا پر آج کل IS کی باتیں ہو رہی ہیں۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کئے جانے والے اسلام کی وسیع پیمانہ پر اشاعت ہونی چاہیے'' (Feb17)

☆ ''جاپان کے لئے دعائیں کرنے کا بہت شکریہ۔ ایک بدھسٹ کے طور پر خاکسار بھی آپ کے لئے امن وسلامتی کا طالب اور دعاگو ہے''۔ (Feb12)

☆ ''آپ سب کا بے حد شکریہ۔ جاپانیوں کی اکثریت آپ کے مؤقف کی تائید کرنے والی اور امن کی خواہاں ہے''۔ (Feb10)

☆ اسلام حب الوطنی کی تعلیم دیتا ہے۔ اس موضوع پر ایک جاپانی دوست نے تبصرہ کیا کہ ''اسلام میں ایسی عظیم الشان تعلیم موجود ہے۔ بہت بہت شکریہ۔ یہ جذبات قدر کے لائق ہیں'' (Feb10)

☆ ''بے حد شکریہ۔ دل کی گہرائیوں سے ہم احسان مند ہیں۔ اگر میڈیا کی طرف سے اسلام کے بارہ میں غلط فہمی پیدا کی گئی ہے تو بطور جاپانی ہم معذرت خواہ ہیں اور آپ لوگوں کے ساتھ ہیں'' (Feb10)

ویب سائٹ کے ذریعہ اشاعت اسلام

جماعت احمدیہ جاپان کی آفیشل ویب سائٹ http://www.ahmadiyya-islam.org/jp/ کے ذریعہ جنوری اور فروری میں روزانہ ہزاروں افراد نے وزٹ کیا اور درجنوں لوگوں نے بذریعہ ای میل اور ٹیلیفون اسلام احمدیت کے بارہ میں معلومات حاصل کیں۔ بہت سارے لوگوں نے قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر حاصل کیا اور بعض نے مسجد بیت الاحد وزٹ کر کے جماعت احمدیہ کے موقف کو خراج تحسین پیش کیا۔

مؤرخہ 22 جنوری 2015ء کو NHK پر خبر نشر ہونے کے بعد درجنوں جاپانی افراد نے بذریعہ ٹیلیفون جماعت احمدیہ کے موقف کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ Mr.Taguchi جو جماعت احمدیہ کے ایک پرانے دوست ہیں نے اپنے تاثرات میں کہا کہ: ہم جماعت احمدیہ کے احسانوں کا کس طرح شکریہ ادا کریں۔ کوبے کا زلزلہ ہو یا تسونامی کی تباہی یا موجودہ crisis جماعت احمدیہ ان تمام مشکلات میں جاپانیوں کے شانہ بشانہ نظر آتی ہے''

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل واحسان سے چند ہفتوں میں جاپان کے کونے کونے میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا اور ٹی وی واخبارات کے ذریعہ لاکھوں لوگ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی پرامن تعلیم سے متعارف ہوئے۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ سعید فطرت لوگوں کو اسلام احمدیت کے حصار عافیت میں آنے کی توفیق بخشے اور ہماری ناچیز کوششوں کو شیریں ثمرات عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: بینن میں تراجم قرآن کی نمائش

از صفحہ 13

پاراکو، ریڈیو Frataneté، ریڈیو Dema، ریڈیو Arzfké اور ریڈیو Urban نے پانچوں دن جماعت اور نمائش کے بارہ میں مختلف زبانوں میں خبریں نشر کیں اور پروگرام پیش کئے اور جماعت احمدیہ کی دینی اور سوشل خدمات کو سراہا۔ گورنر صاحبہ اور محترم امیر صاحب کے پیغام کو مختلف زبانوں میں نشر کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے الیکٹرونک میڈیا اور پریس میڈیا سے لاکھوں افراد تک جماعت کا پیغام پہنچا۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ناچیز مساعی کے شیریں ثمرات عطا فرمائے اور اس علاقہ کو احمدیت کے نور سے بھر دے۔ اس علاقہ میں لوگوں کو اسلام احمدیت کو قبول کرنے کی توفیق دے۔ آمین

بینن (مغربی افریقہ) میں تراجم قرآن کریم اور کتب سلسلہ کی نمائش کا بابرکت اور کامیاب انعقاد

ہزاروں افراد نے نمائش کو وزٹ کیا۔مختلف لیف لیٹس اور ریڈیو،ٹی وی اور اخبارات کے ذریعہ وسیع کوریج

رپورٹ:مظفر احمد ظفر مبلغ سلسلہ۔بینن

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضور انور کے ارشاد کے مطابق بینن کے مختلف ریجنز میں قرآن کریم اور کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نمائشیں لگائی جارہی ہیں۔اس سلسلہ میں پاراکو شہر میں 28فروری تا 4مارچ 2015ء پانچ روزہ نمائش تراجم قرآن کریم وکتب سلسلہ کے انعقاد کی توفیق ملی۔اَلْحَمْدُلِلّٰہ علیٰ ذالک۔

بفضلہٖ تعالیٰ پاراکو شہر میں یہ چوتھی قرآن کریم نمائش کا انعقاد تھا۔نمائش سے دو ہفتہ قبل مقامی شہری انتظامیہ سے اجازت طلب کی۔انتظامیہ نے Bio-Guerra چوک میں نمائش کے انعقاد کی بخوشی اجازت دے دی۔

Bio-Guerra چوک سنٹرل سٹی میں واقع ہے۔یہ چوک نمائشوں کے انعقاد اور دیگر فنکشنز کے لئے استعمال ہوتا ہے۔چوک کے اطراف میں گورنر کی رہائش ،گورنمنٹ کے دفاتر ،گورنمنٹ کا سنٹرل ہسپتال C.H.D، پاراکو یونیورسٹی، کالجز اور دیگر تعلیمی ادارے ہیں بالعموم کالج اور یونیورسٹی کے طلباء اسی علاقہ سے گزرتے ہیں۔یہ چوک شہر کے معروف ترین علاقہ میں ہے۔

قرآن کریم کی نمائش سے قبل مقامی ریڈیو کے ذریعہ اعلانات کروائے گئے۔پاراکو یونیورسٹی اور دیگر تعلیمی اداروں میں بابت نمائش قرآن پوسٹر چسپاں کئے گئے۔شہر کی اتھارٹیز کو دعوت نامے ارسال کئے گئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ پاراکو نے Bio-Guerra چوک کی وقار عمل کرکے صفائی کی۔نمائش کے لئے بڑے شامیانے لگائے اور نمائش کو مزین کیا۔

کلمہ طیبہ ’لا الٰہ الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ‘۔ محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں۔قرآنی آیات اور احادیث کے فرنچ تراجم کے بینرز لگائے گئے۔

28فروری 2015ء بعد نماز عصر نمائش قرآن کریم کی افتتاحی تقریب عمل میں آئی۔

مرکز سے مکرم امیر ومبلغ انچارج صاحب جماعت بینن رانا فاروق احمد صاحب اور مبلغ سلسلہ مکرم رفیق احمد کاشف صاحب نے شرکت کی۔تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو ایک مقامی خادم تابے قاسم صاحب نے کی۔تلاوت کے بعد ان آیات کا فرنچ ترجمہ پیش کیا گیا۔اس کے بعد الحاج ابراہیم حمزہ صدر صاحب نے تمام مہمانوں کو خوش آمدید کیا اور بتایا کہ جماعت احمدیہ دنیا بھر میں اسلام کی پرامن تعلیم پیش کررہی ہے اور قرآن کرم کی مختلف زبانوں میں ترویج واشاعت کررہی ہے۔جماعت کا پیغام ’محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں‘ ہے۔

صدر صاحب جماعت پاراکو کی تقریر کے بعد گورنر صاحبہ ریجن بورگو اور علی بوری Madam Salamatou Kora Ponou نے خطاب کیا۔گورنر صاحبہ نے جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا۔گورنر صاحبہ نے کہا: اتنی زیادہ زبانوں میں تراجم جماعت احمدیہ کی عالمگیر خدمت قرآن کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔جماعت احمدیہ بینن میں امن کو Promote کررہی ہے۔جماعت احمدیہ امن کی داعی ہے اور ہم ان کے ساتھ ہیں۔جماعت احمدیہ کا پیغام امن پھیلانا ہے۔جماعت احمدیہ تشدد کے خلاف ہے۔جماعت احمدیہ کی دینی اور سماجی خدمات قابل ستائش ہیں۔گورنر صاحبہ نے لوگوں کو نمائش کا وزٹ کرنے کی دعوت دی۔

گورنر صاحبہ کے خطاب کے بعد مکرم رانا فاروق احمد صاحب نے خطاب کیا اور بتایا کہ جماعت احمدیہ قرآن کریم کے ذریعہ دنیا بھر میں اسلام کی اشاعت کررہی ہے۔جماعت احمدیہ پرامن اسلامی تعلیم کی داعی ہے جو دنیا کے موجودہ مسائل کا حل ہے۔امیر صاحب نے حضور انور کے ارشادات پیش کئے جن پر عمل کرکے دنیا کو امن کا گہوارہ بنایا جاسکتا ہے۔اسلام، محبت ،رواداری اور دوسروں کی عزت کی تعلیم دیتا ہے۔

امیر صاحب نے گورنر صاحبہ کو ترجمہ قرآن کریم فرنچ اور دیگر کتب سلسلہ تحفہ میں دیں۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب اور گورنر صاحبہ نے تمام حاضرین کے ہمراہ نمائش کا وزٹ کیا۔امیر صاحب نے مختلف کتب کا تعارف کروایا۔گورنر صاحبہ نے جماعت کی شائع کردہ کتب کی تعریف کی اور جماعتی کاوشوں کو بہت سراہا۔

نمائش صبح 8بجے سے شام 8بجے تک جاری رہی۔پانچوں دن لوگ کثرت سے نمائش کا وزٹ کرنے آتے رہے۔بعض افراد گھنٹوں کھڑے کتب کا مطالعہ کرتے رہے۔غیراز جماعت جماعت احمدیہ کے بارہ میں سوال کرتے۔نمائش پر موجود خدام انہیں جواب دیتے۔

تأثرات

☆ ریٹائرڈ پولیس کمشنر سگبانہ نمائش دیکھنے آئے اور انہوں نے اپنے تاثرات میں کہا:

مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم دیکھ کر خوشی

ہوئی۔میں جماعت احمدیہ کے پیغام محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ایک عرصہ سے میں فرنچ ترجمہ قرآن کی تلاش میں تھا جو مجھے یہاں مل گیا ہے۔اب مجھے اسلام کو بہتر طور پر سمجھنے میں آسانی ہوگی اور خدائی احکام کی اطاعت کرسکوں گا۔

☆ کیتھولک چرچ کے پادری زینل صاحب نے نمائش کا وزٹ کیا اور کہا:

میں مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا اور بعد میں عیسائی ہوکر پادری بن گیا۔لیکن مجھے جماعت احمدیہ کی تعلیم اچھی لگتی ہے۔جماعت احمدیہ تمام مذاہب کو خوش آمدید کہتی ہے۔جماعت احمدیہ محبت اور رواداری کی تعلیم دیتی ہے۔جماعت احمدیہ تشدد اور خونی جنگوں کے خلاف ہے۔میں نے جماعت احمدیہ کا ترجمہ قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعود لی ہیں تاکہ اسلام احمدیت کے پیغام کو سمجھ سکوں اور ہدایت پاؤں۔

☆ ایک غیراز جماعت عالم دین نمائش دیکھنے آئے انہوں نے اپنے تاثرات میں کہا؛

میں نے جماعت کے خلاف بہت کتب پڑھی ہیں اور دوسرے غیراز جماعت سے آپ کے بارہ میں بہت سنا ہے۔لیکن یہاں آکر مجھے حقیقت کا علم ہوا کہ جماعت احمدیہ دنیا بھر میں اشاعت اسلام کررہی ہے اور اسلام کا دفاع کررہی ہے۔موصوف نے عربی زبان میں 5 کتب لیں اور احمدیت پر تحقیق کرنے کا وعدہ کیا۔

☆ Hubert Maga کالج کے پروفیسر نے اپنے تاثرات میں کہا:

مَیں قریباً عیسائی ہوں۔اسلام کے بارہ میں بہت کچھ میڈیا سے سنا لیکن نمائش کے وزٹ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ اسلام امن کی تعلیم دیتا ہے۔جو لوگ متشددانہ کارروائیاں کرتے ہیں یہ اسلامی نہیں ہیں۔جماعت احمدیہ کا جہاد کے بارہ میں تصور جان کر خوشی ہوئی ہے۔میں اسلام کے حقیقی پیغام کو سمجھنا چاہتا ہوں۔

موصوف نے فرنچ ترجمہ قرآن کریم اور کتب خریدیں تاکہ اسلام کی تعلیم کو سمجھ سکوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نمائش کے تینوں دن لوگوں کا تانتا بندھا رہا۔کثرت سے غیراز جماعت طلباء اور احباب آتے اور جماعت کے بارہ میں معلومات لیتے رہے۔اللہ کے فضل سے 7300 سے زائد افراد نے نمائش کا وزٹ کیا۔دوران نمائش جماعت احمدیہ کے تعارف، اسلام کی پرامن تعلیم اور دیگر موضوعات پر مبنی 17500 لیف لیٹس تقسیم کئے گئے۔

200500 فرانک سیفا کی کتب فروخت ہوئیں۔

میڈیا کی کوریج

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس نمائش کو الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا نے بھرپور کوریج دی۔نیشنل ٹی وی ORTB کی ٹیم آئی اور نمائش کو کوریج دی۔لوکل ٹی وی E-TELE جو ایک مقامی چینل ہے نے نمائش کی ریکارڈنگ کی اور متعدد بار خبر نشر کی اور جماعتی خدمات کو سراہا۔

بینن کے قومی اخبار La Nation نے 2مارچ 2015ء کی اشاعت میں نمائش کے بارہ میں خبر شائع کی کہ جماعت احمدیہ مختلف زبانوں کے ذریعہ اسلامی اقدار پیش کررہی ہے۔اخبار نے جماعتی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور جماعت کا ماٹو محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں پیش کیا۔

پاراکو کے پانچ ریڈیو سٹیشنز یعنی: ریڈیو ORTB

باقی صفحہ نمبر 12پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ......از صفحہ نمبر 20

بہر حال اگر دیکھیں تو شدت پسند اس وجہ سے سب سے زیادہ نقصان اسلام کو اور مسلمانوں کو پہنچا رہے ہیں۔ پھر جہاد کا غلط تصور قائم کر کے خود آپس میں بھی دست و گریبان ہیں۔ اسلام تو ایسا امن پسند مذہب ہے کہ وہ آپس میں تو کیا غیر مسلموں سے بھی اس قسم کے جہاد کی نفی کرتا ہے جس طرح کہ آجکل کے جہاد کی تعریف کی جاتی ہے۔

بہر حال چاہے یہ مسلمانوں کی طرف سے شدت پسندی ہے یا جہاد کا غلط تصور قائم کر کے دنیا کے امن کو برباد کرنا ہے۔ مسلمان گروہوں کے اس عمل نے اسلام کی خوبصورت اور امن پسند اور سلامتی کی تعلیم کا دنیا میں بالکل غلط اور الٹ تصور پیدا کر دیا ہے۔ گو بعض پڑھے لکھے اور ریسرچ کرنے والے مغربی سکالر بھی اور لکھنے والے بھی اس بات کو پیش کرتے ہیں کہ ان گروہوں کے عمل اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں لیکن عموماً دنیا والے میڈیا کے ذریعہ جو واقعات سامنے آتے ہیں ان کو دیکھ کر اور ان کو سن کر مسلمانوں کے خلاف بالکل الٹ رائے قائم کرتے ہیں۔ اور آجکل کا مغربی میڈیا اِلَّا مَاشَآءَ اللہ اسلام کے خلاف لکھنے میں ایک کو چار کر کے دکھاتا ہے۔ بہر حال ہمیں ماننا پڑے گا کہ اس حالت کو پیدا کرنے میں قصور ہمارے مسلمانوں کا ہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود جیسا کہ مَیں نے کہا بعض اچھے بھی لکھنے والے ہیں۔

ابھی ایک جرنلسٹ جو غالباً جرمنی کے تھے ISIS کے زیر انتظام علاقوں میں رہ کر آئے ہیں۔ اَور باتوں کے علاوہ اس نے ایک بہت سچی اور حقیقی بات بتائی ہے اور یقیناً یہ اس کی انصاف پسندی ہے اور اس لئے ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم سے اس کو واقفیت ہے، قرآن کریم کی تعلیم سے اس نے کچھ نہ کچھ سمجھا ہے۔ کہتا ہے کہ میں نے ان سے پوچھا کہ باقی اسلامی تعلیم تو تم اپنے زیر انتظام علاقے میں لاگو کرنے کی کوشش کر رہے ہو لیکن قرآن کریم میں بیشمار جگہ پر رحم اور نرمی وغیرہ کی جو تعلیم آئی ہے اس پر تمہارے ہاں عمل ہوتا نظر نہیں آتا۔ کہتا ہے میرے بار بار پوچھنے کے باوجود، مختلف لوگوں سے پوچھنے کے باوجود، میری بات کی نہ وہ نفی کر سکے نہ وہ اس کا جواب دے سکے۔ تو جن کو اسلامی تعلیم سے واقفیت ہے، چاہے وہ غیر مسلم ہو، اس کو پتا ہے کہ اسلام کی تعلیم شدت پسندی کی نہیں بلکہ رحم، عفو اور انصاف پسندی کی تعلیم ہے۔ پس یہ غیروں کا کام نہیں، گو کہ بعض غیر یہ کام کر رہے ہیں کہ اسلام کے بارے میں انصاف کی تعلیم بتا رہے ہیں۔ لیکن یہ ان کا کام نہیں ہے کہ اپنے ایک کالم میں یا کسی مضمون میں ایک دفعہ لکھ کر کہ اسلام کی تعلیم میں رحم پایا جاتا ہے تو یہ کافی ہو گیا اور پھر ہم مسلمان آرام سے بیٹھے رہیں۔

بلکہ آج یہ ہمارا کام ہے کہ ہر جگہ، ہر سطح پر مسیح محمدی کی نمائندگی میں اسلام کی امن پسند تعلیم دنیا کو بتائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی مثیل مسیح کے طور پر اسی طرح رحم اور عفو کی تعلیم کو جاری کرنا تھا جس طرح پہلے مسیح نے کیا۔ لیکن مسیح محمدی کی تعلیم میں اس سے کہیں بڑھ کر رحم، محبت، پیار، بھائی چارے اور اخوّت کی تعلیم ہے جتنی پہلے مسیح نے بتائی تھی کیونکہ مسیح محمدی نے جس تعلیم کو دنیا کے سامنے رکھا وہ قرآن کریم کی تعلیم ہے جو رحمۃٌ للعالمین کی تعلیم ہے۔ جس کے آخری، مکمل اور کامل ہونے میں کسی شبہ اور شک کی گنجائش نہیں ہے۔ جو قرآن کریم میں آج بھی اپنی اصلی حالت میں موجود ہے جس طرح چودہ سو سال پہلے اس کا حسن چمکتا تھا۔ تبھی تو عیسائی جرنلسٹ نے ان سختی کرنے والوں کو کہا تھا کہ تمہارے اندر اسلام کی رحم کی تعلیم پر عمل نظر نہیں آتا۔ بہر حال ہم احمدیوں کے سامنے اس زمانے کے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مہدی موعود علیہ السلام نے کس طرح اس خوبصورت تعلیم کو پیش فرمایا، اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں جس سے اسلام کی خوبصورت تعلیم اور احمدیوں کی ذمہ داریوں کا پتا چلتا ہے بلکہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس کو نہ صرف اپنائیں بلکہ پھیلائیں بھی۔ ورنہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فوج میں شامل نہیں ہو سکتے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’دیکھو میں ایک حُکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اُس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یَضَعُ الْحَرْب یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو مَیں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلاویں کہ اس سے اُن کا دین پھیلے گا اور اس سے تعجب مت کریں کہ ایسا کیونکر ہو گا۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے بغیر توسّط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کے لئے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے اور ریل گاڑیوں کو گھوڑوں سے بھی بہت زیادہ دوڑا کر دکھلایا ہے ایسا ہی اب وہ روحانی ضرورتوں کے لئے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لے گا۔ بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہوں گے اور بہت سی چمکیں پیدا ہوں گی جن سے بہت سی آنکھیں کھل جائیں گی۔‘‘

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 15)

پس یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوج کے سپاہیوں کا کام۔ ہم نے کسی ظاہری بندوق، پستول سے دنیا کے معصوموں کی جانیں نہیں لینی بلکہ اپنے نفسوں کی بدیوں کو ختم کر کے انہیں پاک کرنا ہے۔ ہم نے برائیوں سے دلوں کو اس طرح پاک کرنا ہے کہ اس میں سے ظلم و تعدّی اور شیطانیت کا نام و نشان مٹ جائے۔ ہم نے اپنے دل میں انسانیت کے لئے رحم کو اس طرح ترقی دینی ہے۔ اپنوں، غیروں اور ہر ایک کے لئے ہمارے دلوں سے اس طرح رحم کے چشمے پھوٹنے چاہئیں جس کی کوئی مثال نہ ہو۔ ہم نے دکھی دلوں کا ایسا ہمدرد بننا ہے جس کی مثال دنیا میں نہ ملتی ہو۔ ہم نے زمین پر صلح، محبت، بھائی چارہ، امن اور آشتی کے وہ نمونے قائم کرنے ہیں کہ دنیا کے لئے ہمارے پیچھے چلے بغیر کوئی چارہ نہ ہو اور جب یہ حالت ہو گی تو تبھی ہم اسلام کی حقیقی تعلیم کے علمبردار کہلا سکیں گے، اسلام کی حقیقی تعلیم کے سفیر بن سکیں گے اور اسلام کی تعلیم سے دنیا کو آشکار کرنے والے بن سکیں گے، تبھی ہم خدا تعالیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دنیا کو گرفتار کرنے والا بن سکیں گے۔ ہمیں جسموں کو فتح کرنے سے کوئی غرض نہیں ہے ہم نے دلوں کو تسخیر کرنا ہے۔ جسموں کے قیدی تو کسی وقت بھی رہائی پا کر اپنے آپ کو آزاد کروا سکتے ہیں اور کروا لیں گے لیکن جن کے دل تسخیر ہو جائیں وہ ہمیشہ کی غلامی اور قید کو بخوشی قبول کرتے ہیں۔ پس حقیقی اسلام کو نہ ہی کسی کی جان لینے کی ضرورت ہے نہ ہی قیدی بنانے کی۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ جو کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے لینا چاہتے ہیں ہم اس کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں اور اس کے لئے پیش کرتے ہوئے آپ کی فوج میں شامل ہو جائیں اور دنیا کو حقیقی اسلام کی تعلیم سے آگاہ کریں۔ اسلام کے متعلق شدت پسندوں کے خیالات کو دنیا کے دماغوں سے نکالیں اور ان کے دلوں میں وہ حقیقی اسلامی تعلیم پھیلائیں جن کے پھیلانے کے لئے اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو بھیجا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں: ’’تمام سچے مسلمان جو دنیا میں گزرے کبھی اُن کا یہ عقیدہ نہیں ہوا کہ اسلام کو تلوار سے پھیلانا چاہئے بلکہ ہمیشہ اسلام اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے دنیا میں پھیلا ہے۔ پس جو لوگ مسلمان کہلا کر صرف یہی بات جانتے ہیں کہ اسلام کو تلوار سے پھیلانا چاہئے وہ اسلام کی ذاتی خوبیوں کے معترف نہیں ہیں اور ان کی کارروائی درندوں کی کارروائی سے مشابہ ہے‘‘۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 167 حاشیہ)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار مت اٹھاؤ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو اور یہ مت خیال کرو کہ ابتدا میں اسلام میں تلوار کا حکم ہوا کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کے لئے نہیں کھینچی گئی تھی بلکہ دشمنوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور یا امن قائم کرنے کے لئے کھینچی گئی تھی۔ مگر دین کے لئے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا۔‘‘

(ستارۂ قیصریہ، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 120-121)

پس اس دین کو پھیلانے کے لئے اسلام کو نہ کسی تلوار کی ضرورت ہے نہ کسی سختی اور توپ اور تفنگ کی ضرورت ہے۔ اسلام تو وہ خوبصورت مذہب ہے جس کی سمجھ آنے کے بعد کسی کا اس کا گرویدہ ہوئے بغیر چارہ ہی نہیں ہے۔ اسلام کس طرح اپنی بات جبر سے منوا سکتا ہے جب کہ اسلام کی بنیادی تعلیم ہی یہی ہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرۃ: 257)۔ اور اس کی کئی دوسری جگہوں پر قرآن کریم وضاحت فرماتا ہے۔ صرف ایک جگہ نہیں فرمایا کہ دین میں جبر نہیں ہے۔ بہت ساری جگہوں پر فرمایا ہے کہ دین اسلام میں جبر نہیں ہے۔ پس نہ اسلام کی تعلیم کسی کو زبردستی مسلمان بنانے کا کہتی ہے، نہ ہی کسی کو زبردستی اسلام میں رکھنے کا کہتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اسلام تو اسلام کو چھوڑنے والوں کو قتل کی سزا دیتا ہے تو یہ غلط ہے۔ قرآن کریم اس کی نفی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۔اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (المآئدۃ: 55) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم میں سے جو اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو ضرور اللہ اس کے بدلے ایک ایسی قوم لے آئے گا جس سے وہ محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ مومنوں پر وہ مہربان ہوں گے اور کافروں پر بہت سخت۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی خوف نہ رکھتے ہوں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ اس کو جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بہت وسعت عطا کرنے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

پس اگر جبر ہو تو لوگوں کی ملامت سے ڈرنے کی بجائے وہ تلوار سے ڈرے کہ اسلام سے اگر میں نکلا تو مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اور بھی آیات ہیں جو اس بات کی نفی کرتی ہیں کہ کسی کو مسلمان بنائے رکھنے کے لئے کسی جبر کی ضرورت ہے۔ پس جو بھی مسلمان ہوتا ہے وہ اپنے دل سے سچائی کو قبول کر کے مسلمان ہوتا ہے۔ اگر لوگوں کی ملامت یا کمزوریٔ ایمان کی وجہ سے منکر ہوتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پھر اس کا معاملہ ہوتا ہے اور پھر ایسے منکر ہونے والوں کے بعد اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں سے یہ وعدہ ہے کہ پھر وہ قربانیاں کرنے والے اور اسلام کی حقیقت کو سمجھنے والے مومن عطا فرمائے گا اور فرماتا ہے۔ اسلام چھوڑنے والوں کا معاملہ پھر خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے، بندوں کے ساتھ نہیں۔

اسلام کی جبر کی تعلیم کو ردّ فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے واضح الفاظ میں بتاتے ہیں اور ہمیں یہ سیدھا راستہ آپ نے دکھایا ہے کہ دین اسلام میں جبر نہیں ہے۔ اور قرآن کریم سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ: ’’کیا وہ لوگ جو جبر سے مسلمان کئے جاتے ہیں ان کا یہی صدق اور یہی ایمان ہوتا ہے کہ بغیر کسی تنخواہ پانے کے، باوجود دو تین سو آدمی ہونے کے ہزاروں آدمیوں کا مقابلہ کریں‘‘۔

(پیغام صلح، روحانی خزئن جلد 23 صفحہ 468)

تنخواہیں بھی نہیں مل رہیں اور صرف دو تین سو آدمی ہوں اور ہزاروں کا مقابلہ کریں۔ یہ تو دل کی آواز ان کو کہتی ہے کہ جب دین پر حملہ ہو رہا ہو تو مقابلہ کرو۔ یقیناً ہر عقلمند شخص کہے گا کہ یہ جبر نہیں ہے بلکہ ایمان ہے اور ایک مقصد ہے کہ دین کے دشمنوں کے مقابلے پر دین کو بچانے کے لئے بے دھڑک ہو کر قربانی کے لئے تیار ہو جانا۔

پھر کہنے کو اسلام پر الزام لگایا جاتا ہے یا شدت پسند مسلمان یہ دلیل دیتے ہیں کہ جنگ کی فتوحات سے اسلام پھیلا۔ لیکن یہ بھی جھوٹ اور غلط ہے۔ اس بارے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی وضاحت سے فرمایا ہوا ہے۔ افریقہ کے ریگستانوں میں جنگوں سے نہیں، جنگجوؤں سے نہیں بلکہ درویشوں کے ذریعہ سے اسلام پھیلا تھا۔ پھر چین میں اسلام حملوں نے نہیں بلکہ اسلام کا درد رکھنے والوں نے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر پہنچایا تھا۔ ہندوستان میں بھی اسلام ٹاٹ پوش درویشوں کے ذریعے پھیلا تھا۔ اگر صرف تلوار کے زور سے ہوتا تو لاکھوں لوگ اسلام چھوڑ چکے ہوتے۔ اسی طرح یورپ میں بھی اسلام کو دل سے قبول کیا گیا۔ (ماخوذ از پیغام صلح روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 468) ہاں جب سپین عیسائی بادشاہوں کے قبضے میں آیا تو عیسائیت ضرور تلوار کے زور سے پھیلائی گئی اور مسلمانوں کو عیسائی بنایا گیا اور تاریخ اس کی گواہ ہے۔ اور بعض لکھنے والے انصاف پسند عیسائی مؤرخ اس کا اعتراف بھی کرتے ہیں۔ سپین میں مَیں نے وہ علاقے بھی دیکھے ہیں جہاں کئی دہائیوں بلکہ ڈیڑھ دو سو سال تک مسلمانوں نے غاروں اور پہاڑوں میں چھپ کر اپنے ایمان کو سلامت رکھا۔ آخر دھوکے سے ان کو یا سمندر میں غرق کر دیا گیا یا تلوار کے زور سے عیسائی بنا لیا گیا یا قتل کر دیا گیا۔ ایک مسلمان تنظیم کی عورت مجھے ملی۔ مَیں نے اسے دیکھ کر کہا کہ تم اصل سپینش لگتی ہو۔ تم نومسلم لگ رہی ہو۔ سپینش بھی ہو۔ تم نے کب اسلام قبول کیا؟ اسلام تم نے قبول کیا تو نومسلم ہو گی۔ کہنے لگی کہ میں نومسلم نہیں ہوں۔ اب مذہبی آزادی ملی ہے تو مَیں اپنے اصلی مذہب اسلام میں واپس آئی ہوں۔ پس سپین میں ایسے لوگ بھی ہیں جو سینکڑوں سال بعد واپس لوٹے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کا کلام یقیناً سچا ہے جو کہتا ہے کہ لوگوں کے خوف سے اسلام کو چھوڑ تو جا سکتا ہے، اسلام میں لایا نہیں جا سکتا۔

سپین کے ایک پروفیسر جو اسلام کی تاریخ کے ان کھوئے ہوئے بابوں کی تلاش میں ہیں جو عرصہ سے زیر زمین ہوئے ہوئے تھے اور پرانے کھنڈرات اور مسلمانوں کی تاریخ نکالتے رہتے ہیں۔ جب میں سپین گیا ہوں تو مجھے

خاص طور پر ان کھنڈرات میں لے کر گئے جہاں سے سب سے آخر میں مسلمانوں نے اپنے دین کو بچانے کی کوشش کرتے ہوئے قربانیاں دی تھیں اور وہاں اسلام سب سے آخر میں ختم ہوا تھا۔ یہ پروفیسر عیسائی ہونے کے باوجود مجھے کہنے لگے کہ یہ علاقہ ہے جو اَب تمہیں لے لینا چاہئے تا کہ دوبارہ اسلام کی تعلیم یہاں زندہ ہو۔ میں نے انہیں کہا کہ یقیناً ہم یہ لیں گے۔ جس علاقے سے تم نے اسلام کو تلوار کے زور سے ختم کیا تھا ہم محبت کی تلوار سے دل جیت کر اسے واپس لیں گے۔ پس یہ وہ مقصد ہے جسے ہم نے پورا کرنا ہے۔

یہی ہمیں مسیح محمدی نے بتایا ہے کہ میرے آنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اسلام کے متعلق شدت پسندی اور جہاد کے غلط نظریے کو باطل کر کے دنیا کو بتاؤں کہ اسلام وہ خوبصورت مذہب ہے جس کو کسی تلوار کی ضرورت نہیں۔ جو دلوں کو فتح کرتا ہے اور دلوں میں کھب جاتا ہے۔ آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''مسیح موعود دنیا میں آیا ہے تا کہ دین کے نام سے تلوار اٹھانے کے خیال کو دُور کرے اور اپنی حجج اور براہین سے ثابت کر دکھائے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی اشاعت میں تلوار کی مدد کا ہرگز محتاج نہیں بلکہ اس کی تعلیم کی ذاتی خوبیاں اور اس کے حقائق و معارف و حجج و براہین اور خدا تعالیٰ کی زندہ تائیدات اور نشانات اور اس کا ذاتی جذب ایسی چیزیں ہیں جو ہمیشہ اس کی ترقی اور اشاعت کا موجب ہوئی ہیں۔ اس لئے وہ تمام لوگ آگاہ رہیں جو اسلام کے بزورِ شمشیر پھیلائے جانے کا اعتراض کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹے ہیں۔ اسلام کی تاثیرات اپنی اشاعت کے لئے کسی جبر کی محتاج نہیں ہیں۔'' فرمایا ''اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے اور اس نے ارادہ فرمایا ہے کہ ان تمام اعتراضوں کو اسلام کے پاک وجود سے دُور کر دے جو خبیث آدمیوں نے اس پر کئے ہیں۔ تلوار کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کا اعتراض کرنے والے اب سخت شرمندہ ہوں گے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 176۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک طرف تو اسلام کے دفاع میں اور اسلام کی تبلیغ کے پھیلانے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور جری اللہ یہ فرماتے ہیں جو ابھی میں نے بیان پڑھا۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی تصدیق کرنے اور اس کے ساتھ شامل ہو کر اسلام کے خوبصورت پیغام سے دنیا کو روشن کرنے کے بجائے آپ علیہ السلام پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ یہ باتیں اس لئے نہیں کہہ رہے کہ یہ اسلام کی تعلیم ہے بلکہ اس لئے کہہ رہے ہیں کہ اپنے آقاؤں کو خوش کریں جنہوں نے آپ کو کھڑا کیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ اور کہتے ہیں کہ اسی لئے آپ غلط طور پر جہاد کو منسوخ کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولیٰ اور مددگار تو خدا ہے جس نے آپ کو بھیجا ہے۔ آپ تو اس آقا کے غلام ہیں جو رحمۃٌ للعالمین ہے جس نے مسلمانوں پر ٹھونسی گئی جنگوں میں رحمت اور نرمی کی تعلیم دی تھی۔ جس نے مسلمان بنانے کے لئے کسی پر کبھی بھی تلوار نہیں اٹھائی۔ جس نے تلوار اٹھائی تو صرف اس وقت جب آپ پر تلوار اٹھائی گئی۔ صرف اور صرف امن قائم کرنے کے لئے تا کہ دنیا کا امن برباد نہ ہو۔ پس ہم تو اس نبی کے غلام ہیں جو خاتم النبیین اور رحمۃٌ للعالمین ہے۔

ہمیں ان لوگوں پر الزام لگانے کی ضرورت نہیں کہ ہمارے مخالفین کیا ہیں اور کس طرح کے ان کے عمل ہیں اور انہوں نے اسلام کو کس حد تک دنیا میں بدنام کیا ہے۔ لیکن ہم جو مسیح محمدی کے ماننے والے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی غلاموں میں سے ہیں، ہم بڑے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل اور اس کی تبلیغ صرف اور صرف غلام مسیح محمدی ہی کر رہے ہیں اور یہ صرف اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا میں پھیلانے کا عہد لیا ہے۔ آج دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو اسلام کی عزت کو تمام دنیا میں قائم کرنے کے لئے اپنے عہدوں کو نبھا رہی ہے۔ ہم ہی ہیں جو دنیا کو بتا رہے ہیں کہ اسلام امن اور سلامتی اور محبت اور بھائی چارے کا مذہب ہے اور اگر قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں اور غیر مسلموں میں جنگیں ہوئیں تو وہ دین کے نام پر قتل عام کرنے کے لئے نہیں تھیں اور وہ دنیا کے امن کو برباد کرنے کے لئے نہیں تھیں بلکہ دنیا میں امن اور سلامتی کے قیام کے لئے ہوئی تھیں۔ دنیا میں ظلم کرنے والوں کے ظلموں کو ختم کرنے کے لئے ہوئی تھیں۔ یہ جوابی جنگیں ڈاکٹر کے اس علاج کے طور پر تھیں جس میں ڈاکٹر مریض کی صحت کے لئے جسم کے بعض حصوں پر چاقو چلاتا ہے۔ پس یہ کڑوی گولیاں اور نشتر علاج کے لئے تھے نہ کہ زندگی ختم کرنے کے لئے۔ لیکن اب مذہبی جنگیں اسلام پر ٹھونسی نہیں جاتیں اس لئے جہاد کا جو طریق ہے وہی بدل گیا ہے۔ جنگوں کا طریق بھی بدل گیا ہے اور یہ عین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق ہے۔ پس مسلمانوں کو بلا جواز غیر مسلموں کا خون بہانے کے لئے بہانے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ گولی کا استعمال اور شدت پسندی سے اور بندوق کی نوک پر مسلمانوں کے عقائد بدلنے کی کوشش بھی صریحاً اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ نہ دشمن کے ساتھ جنگ ہے، نہ اپنوں کے ساتھ سختی ہے۔

اسلامی تعلیم کی بعض مثالیں میں پیش کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کیا کہتا ہے اور قرآن کریم میں ہمیں کس طرح امن کی تعلیم دی گئی ہے۔ پہلے تو میں نے یہ بتایا تھا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کہ دین میں جبر نہیں ہے اور پھر اس کے آگے یہ بھی فرمایا ہے کہ بیشک ہدایت اور گمراہی کا فرق اسلام کے آنے سے ظاہر ہو گیا۔ اور یہ حق کی تعلیم تم نے دوسروں کو بتانی بھی ہے اس کی تبلیغ بھی کرنی ہے لیکن جبر بہر حال نہیں کرنا۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ کُلُّھُمْ جَمِیْعًا۔ اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ (یونس:100)

اس کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرح تشریح فرمائی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو تمام دنیا کی آبادی ایمان لے آتی۔ پھر کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تُو لوگوں کو مجبور کر سکتا ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں؟ اگر دنیا کو جبر کے ساتھ منوانا ہوتا اور اسلام میں جبر کی تعلیم ہوتی تو خدا تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ تو لوگوں کو مسلمان ہونے کے لئے مجبور نہیں کر سکتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو یہ بات ہماری طاقت میں تھی کہ ہم اپنی مشیئت سے کام لے کر تمام لوگوں کو مسلمان بنا دیتے مگر جب ہم نے یہ نہیں کیا تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تُو کیسے ان کو مسلمان بننے کے واسطے مجبور کر سکتا ہے؟ اور تُو جب ان کو مجبور نہیں کر سکتا تو پھر تیرے لئے یہی ایک راہ ہے کہ ان سے کہہ دے کہ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (الکہف: 30) کہہ یہ حق اور صداقت جو دنیا میں آئی ہے تو وہ تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور یہ تعلیم جو تمہارے لئے بھیجی گئی ہے بالکل سچی ہے اور تمہارے واسطے فلاح کا موجب ہے۔ اب تمہارا دل چاہے تو مان لو اور دل نہ چاہے تو نہ مانو۔

(ہندو مسلم فسادات، ان کا علاج اور مسلمانوں کا آئندہ طریق عمل۔ انوار العلوم جلد 9 صفحہ 473)

پس اگر ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار نہیں تو آجکل کے علماء اور ان گروہوں کو کس طرح اختیار ہے کہ زبردستی کریں اور شدت پسندی کریں؟ خدا تعالیٰ کا اس مذہب کا نام اسلام رکھنا ہی یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ مذہب جبر و تشدد کے خلاف اور صلح و آشتی کا حامی ہو گا کیونکہ لفظ اسلام کے معنی ہی امن میں رہنا اور امن دینا ہے۔ پس اس کے بعد یہ دونوں فریق غلط ہیں۔ یعنی وہ غیر مسلم جو اسلام کو شدت پسندی کا مذہب کہتے ہیں اور وہ بھی جو مسلمان کہلا کر دنیا کے امن کو برباد کرتے ہیں۔

پھر دیکھیں امن اور بھائی چارے کو قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَھُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْھَآ اِلَّا خَآئِفِیْنَ لَھُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ (البقرۃ: 115) اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے منع کیا ہے کہ اللہ کی مسجدوں میں اس کا نام بلند کیا جائے اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کی جائے۔ ان کے لئے اس کے سوا کچھ جائز نہ تھا کہ وہ ان مسجدوں میں ڈرتے ہوئے داخل ہوتے۔ ان کے لئے (یعنی جو مسجدوں میں جانے سے روکتے ہیں) دنیا میں ذلّت اور آخرت میں بہت بڑا عذاب مقدر ہے۔

یہاں خدا تعالیٰ حقیقی مسلمان کو بلند حوصلگی کی تعلیم بھی دیتا ہے اور اس بات کی سختی سے نفی کرتا ہے کہ کسی کو عبادت سے روکا جائے اور مسجدوں کے دروازے بند کر دیئے جائیں کیونکہ یہ ظلم ہے۔ کیسا پیارا اُسوہ ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تعلق میں پیش فرمایا جب نجران کے عیسائیوں کے وفد کو مسجد نبوی میں عبادت کی اجازت دی۔ پس باجے گاجے کے علاوہ ہر کوئی خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے مسجد میں آ سکتا ہے۔ دعا کے علاوہ عبادت کا جو حصہ ہے وہ دوسروں کو کہا جا سکتا ہے کہ باہر جا کر کر لو۔ پس قطع نظر اس کے کہ مسلمانوں کے عمل کیا ہیں، اسلامی تعلیم کی خوبصورتی بہر حال قائم ہے۔ غیر از جماعت تو ہمیں بھی باوجود اس کے کہ ہم کلمہ گو ہیں اپنی مسجدوں میں تو کیا ہماری مسجدوں میں بھی ہمیں نماز نہیں پڑھتے دیتے اور اس سے روکتے ہیں بلکہ ہمیں مسجدیں بنانے بھی نہیں دے رہے۔

بہر حال اسلام کی وسعت حوصلہ اس کی تعلیم سے عیاں ہے، صاف ظاہر ہے۔ امن اور محبت پھیلانے کی کوشش اس تعلیم سے واضح ہے اور آج جماعت احمدیہ مسلمہ ہے جو اس کی عملی تصویر ہے۔ اگر تمام مذاہب اور تمام فرقے اس ایک حکم پر عمل کرنے لگ جائیں تو دنیا میں مذہب کی بنیاد پر کبھی فساد نہ ہو۔ اور وسعت حوصلہ اور امن کی اس تعلیم سے قرآن کریم کیوں نہ بھرا ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترے ہوئے اس کلام کو شروع ہی اس طرح فرمایا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ پھر مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ تم نے پانچ نمازوں کی ہر رکعت میں یہ پڑھنا ہے۔ یعنی سب تعریف اس خدا کی ہے جو صرف مسلمانوں کو ہی رب نہیں بلکہ عیسائیوں کا بھی رب ہے، ہندوؤں کا بھی رب ہے، سکھوں کا بھی رب ہے، یہودیوں کا بھی رب ہے۔ پس جب ایک مسلمان جس کو خدا تعالیٰ کی تعلیم کا حقیقی ادراک ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھتے ہوئے یہ سوچ رکھتا ہو کہ خدا ہر ایک کا ربّ ہے تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ پھر میں دوسری قوموں سے نفرت کروں۔

پس ایک احمدی مسلمان جب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہتا ہے تو گویا وہ یہ کہتا ہے کہ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جو تمام مذاہب کا رب ہے۔ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جو تمام قوموں کا رب ہے۔ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جو تمام ملکوں اور شہروں کا رب ہے۔ پس جب ہم تمام ملکوں، تمام قوموں، تمام مذاہب کو اپنے رب کے ساتھ جوڑتے ہیں تو ایک ایسی حمد کا تصور پیدا ہوتا ہے جو ہر ملک میں بسنے والی ہر قوم اور ہر مذہب کے افراد کے لئے کینہ اور بغض دل سے نکال دیتا ہے کیونکہ اس کے بغیر گزارہ ہی نہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک طرف تو دوسروں کی بربادی کی خواہش ہو اور دوسری طرف اس خدا کی تعریف بھی ہو رہی ہو جو اُن سب کا ربّ ہے۔ ان کو پالنے والا ہے۔ ان کی ضروریات پوری کرنے والا ہے۔

پس یا تو شدت پسندوں کو اللہ تعالیٰ کے اس حسن کا ادراک نہیں یا جان بوجھ کر اس کی نفی کرتے ہیں۔ منہ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہنا اس وقت تک فائدہ نہیں دے سکتا جبتک دل سے اس کو قبول کرتے ہوئے تمام دنیا کو امن و سلامتی مہیا نہ کی جائے۔ تمام دنیا کے لئے نیک جذبات کا اظہار نہ ہو۔ اس محبت سلامتی اور امن کا ادراک اس وقت اور بھی بڑھ کر ہوتا ہے جب ہم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کو رحمۃٌ للعالمین کے حسین اُسوہ سے جوڑتے ہیں۔

یہ چند مثالیں میں نے قرآنی تعلیم کی دی ہیں۔ امن وسلامتی کی تعلیم سے قرآن بھرا پڑا ہے۔ یہ تعلیم ان لوگوں کا منہ بند کرتی ہے جو اسلام پر الزام لگاتے ہیں اور ان لوگوں کو آئینہ دکھاتی ہے جو اسلام کے نام پر ظلم کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''یاد رہے کہ مسئلہ جہاد کو جس طرح پر حال کے اسلامی علماء نے جو مولوی کہلاتے ہیں سمجھ رکھا ہے اور جس طرح وہ عوام کے آگے اس مسئلہ کی صورت بیان کرتے ہیں ہرگز وہ صحیح نہیں ہے اور اس کا نتیجہ بجز اِس کے کچھ نہیں کہ وہ لوگ اپنے پُر جوش وعظوں سے عوام وحشی صفات کو ایک درندہ صفت بنا دیں اور انسانیت کی تمام پاک خوبیوں سے بے نصیب کر دیں۔''

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 7)

آج ہم بھی دیکھتے ہیں کس وجہ سے معصوموں کی جانیں لی جاتی ہیں۔ پھر صرف غیر مسلموں کی نہیں بلکہ جہاد کے نام پر خود مسلمان، مسلمان کی جانیں لے رہا ہے۔ اس کی تازہ مثال گزشتہ دنوں پشاور کے سکول میں بہیمانہ طریق پر بچوں کا قتل تھا، ان کا خون بہانا تھا، ان کو شہید کرنا تھا اور ان جھوٹے لوگوں کا یہ ظلم اَور بھی بڑھ جاتا ہےجب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تو جہاد کے نام پر ایک تنظیم اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ ہم نے یہ سب کچھ کیا لیکن پھر پاکستان کے ایک ٹی وی پروگرام میں کچھ علماء جو آپس میں بیٹھ کر اس کا تجزیہ کر رہے تھے وہ صرف اس لئے کہ ان دہشتگردوں کو بچائیں کیونکہ ہو سکتا ہے وہ ان کے وظیفہ خوار ہوں۔ کہنے لگے کہ یہ سب کچھ دہشتگردی جو ہے کوئی مسلمان نہیں کر سکتا، یہ یقیناً قادیانیوں نے کی ہے۔ یہ ان کے حال ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ جس قدر ایسے ناحق کے خون اُن نادان اور نفسانی انسانوں سے ہوتے ہیں کہ جو اِس راز سے بے خبر ہیں کہ کیوں اور کس وجہ سے اسلام کو اپنے ابتدائی زمانہ میں لڑائیوں کی ضرورت پڑی تھی اُن سب کا گناہ ان

مولویوں کی گردن پر ہے کہ جو پوشیدہ طور پر ایسے مسئلے سکھاتے رہتے ہیں جن کا نتیجہ دردناک خونریزیاں ہیں۔‘‘

فرمایا:’’ یہ لوگ اپنے اس عقیدہ جہاد پر جو سراسر غلط اور قرآن اور حدیث کے برخلاف ہے اس قدر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص اس عقیدہ کو نہ مانتا ہو اور اس کے برخلاف ہو اس کا نام دجّال رکھتے ہیں اور واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ مَیں بھی مُدّت سے اِسی فتویٰ کے نیچے ہوں……مگر وہ یاد رکھیں کہ درحقیقت یہ جہاد کا مسئلہ جیسا کہ اُن کے دلوں میں ہے صحیح نہیں ہے اور اس کا پہلا قدم انسانی ہمدردی کا خون کرنا ہے۔

یہ خیال اُن کا ہرگز صحیح نہیں ہے کہ جب پہلے زمانہ میں جہاد روا رکھا گیا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اب حرام ہو جائے۔ اس کے ہمارے پاس دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ یہ خیال قیاس مع الفارق ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کسی پر تلوار نہیں اٹھائی بجز ان لوگوں کے جنہوں نے پہلے تلوار اٹھائی اور سخت بے رحمی سے بے گناہ اور پرہیزگار مَردوں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کیا‘‘ (ان پر تلوار اٹھائی تھی)’’ اور ایسے دردانگیز طریقوں سے مارا کہ اب بھی ان قصّوں کو پڑھ کر رونا آتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر فرض بھی کر لیں کہ اسلام میں ایسا ہی جہاد تھا جیسا کہ ان مولویوں کا خیال ہے تاہم اس زمانہ میں وہ حُکم قائم نہیں رہا کیونکہ لکھا ہے کہ مسیح موعود ظاہر ہو جائے گا تو سیفی جہاد اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ مسیح نہ تلوار اٹھائے گا اور نہ کوئی اور زمینی ہتھیار ہاتھ میں پکڑے گا بلکہ اس کی دعا اس کا حربہ ہو گا اور اس کی عَقدِ ہمت اُس کی تلوار ہوگی۔ وہ صلح کی بنیاد ڈالے گا اور بکری اور شیر کو ایک ہی گھاٹ پر اکٹھے کرے گا۔ اور اس کا زمانہ صلح اور نرمی اور انسانی ہمدردی کا زمانہ ہوگا۔ ہائے افسوس! کیوں یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ تیرہ سو برس ہوئے کہ مسیح موعود کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے کلمہ یَضَعُ الْحَرب جاری ہو چکا ہے……۔

اے اسلام کے عالمو اور مولویو! میری بات سنو! مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب جہاد کا وقت نہیں ہے۔ خدا کے پاک نبی کے نافرمان مت بنو۔ مسیح موعود جو آنے والا تھا آ چکا۔ اور اس نے حکم بھی دیا کہ آئندہ مذہبی جنگوں سے جو تلوار اور کشت وخون کے ساتھ ہوتی ہیں باز آ جاؤ تو اب بھی خونریزی سے باز نہ آنا اور ایسے وعظوں سے منہ بند نہ کرنا طریق اسلام نہیں ہے۔ جس نے مجھے قبول کیا ہے وہ نہ صرف ان وعظوں سے منہ بند کرے گا بلکہ اس طریق کو نہایت بُرا اور موجب غضب الٰہی جانے گا۔‘‘

فرمایا’’ غرض اب جب مسیح موعود آ گیا تو ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جہاد سے باز آوے۔ اگر مَیں نہ آیا ہوتا تو شاید اس غلط فہمی کا کسی قدر عذر بھی ہوتا مگر اب تو میں آ گیا اور تم نے وعدہ کا دن دیکھ لیا۔ اس لئے اب مذہبی طور پر تلوار اٹھانے والوں کا خدا تعالیٰ کے سامنے کوئی عذر نہیں۔ جو شخص آنکھیں رکھتا ہے اور حدیثوں کو پڑھتا اور قرآن کو دیکھتا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ طریق جہاد جس پر اس زمانہ کے اکثر وحشی کاربند ہو رہے ہیں یہ اسلامی جہاد نہیں ہے بلکہ یہ نفسِ امّارہ کے جوشوں سے یا بہشت کی طمع خام سے ناجائز حرکات ہیں جو مسلمانوں میں پھیل گئے ہیں‘‘۔

فرماتے ہیں کہ’’ جاہل مولویوں نے، خدا اُن کو ہدایت دے، عوام کالانعام کو بڑے دھوکے دیئے ہیں اور بہشت کی کنجی اسی عمل کو قرار دے دیا ہے جو صریح ظلم اور بے رحمی اور انسانی اخلاق کے برخلاف ہے۔ کیا یہ نیک کام ہو سکتا ہے کہ ایک شخص مثلاً اپنے خیال میں بازار میں چلا جاتا ہے اور ہم اس قدر اس سے بے تعلق ہیں کہ نام تک بھی نہیں جانتے اور نہ وہ ہمیں جانتا ہے مگر تاہم ہم نے اس کے قتل کرنے کے ارادہ سے ایک پستول اس پر چھوڑ دیا ہے۔ کیا یہی دینداری ہے؟ اگر یہ کچھ نیکی کا کام ہے تو پھر درندے ایسی نیکی کے بجالانے میں انسانوں سے بڑھ کر ہیں۔ سبحان اللہ! وہ لوگ کیسے راستباز اور نبیوں کی روح اپنے اندر رکھتے تھے کہ جب خدا نے مکّہ میں اُن کو یہ حکم دیا کہ بدی کا مقابلہ مت کرو اگرچہ ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ۔ پس وہ اس حکم کو پا کر شیرخوار بچوں کی طرح عاجز اور کمزور بن گئے گویا نہ اُن کے ہاتھوں میں زور ہے، نہ اُن کے بازوؤں میں طاقت…… افسوس کا مقام ہے اور شرم کی جگہ ہے کہ ایک شخص جس سے ہماری کچھ سابق دشمنی بھی نہیں بلکہ رُوشناسی بھی نہیں وہ کسی دوکان پر اپنے بچوں کے لئے کوئی چیز خرید رہا ہے یا اپنے کسی اور جائز کام میں مشغول ہے اور ہم نے بے وجہ بے تعلق اس پر پستول چلا کر ایک دم میں اس کی بیوی کو بیوہ اور اس کے بچوں کو یتیم اور اس کے گھر کو ماتم کدہ بنا دیا۔ یہ طریق کس حدیث میں لکھا ہے یا کس آیت میں مرقوم ہے؟ کوئی مولوی ہے جو اس کا جواب دے؟ نادانوں نے جہاد کا نام سن لیا ہے اور پھر اس بہانہ سے اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنا چاہا ہے……‘‘ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 7-13) اور یہی کچھ آجکل پاکستان میں ہو رہا ہے۔

پس زمانے کے امام نے آ کر قرآن و حدیث کی روشنی میں حقیقی اسلام کی تعلیم ہمیں بتائی ہے وہ تعلیم جس سے دنیا کا امن قائم ہونا ہے۔ مسلمانوں کو تو خوش ہونا چاہئے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو بھیج کر اس زمانے میں اسلام کے ذریعے دنیا کے لئے امن وسلامتی کا انتظام کر دیا ہے لیکن ان نام نہاد علماء کے پیچھے چل کر اسلام جیسے خوبصورت نام جس کا مطلب ہی امن اور سلامتی ہے یہ لوگ اسے بدنام کرنے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں عقل اور سمجھ عطا فرمائے۔ لیکن ہم جنہوں نے زمانے کے امام کو مانا ہے ہمارا کام ہے کہ اسلام کی خدمت کا حق ادا کرتے ہوئے آج یہ عہد کرتے ہوئے اٹھیں کہ ہم نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کا نمونہ بننا ہے۔ ہر سطح پر محبت، پیار، بھائی چارے، سلامتی اور امن کے پیغام کو پہنچانا ہے۔ دنیا کو حقیقی اسلامی تعلیم کے بارے میں بتانا ہے۔ دنیا کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا ہے اور ربّ العالمین کا ادراک دنیا کو دیتے ہوئے انسانیت کو محبت، پیار اور بھائی چارے کے اسلوب سکھانے ہیں۔ محبتوں کو بکھیرنا ہے اور نفرتوں کو دور کرنا ہے۔ خاص طور پر وہ لوگ جو اس وقت مسیح محمدی کی بستی میں بیٹھے ہیں، جلسہ سن رہے ہیں، دور دراز سے وہاں جلسہ سننے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ ان کو اس بات کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آقا ومطاع کے کام کی تکمیل کے لئے کس طرح اپنے رات دن بسر کئے ہیں اور اب یہ ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ پس اس کے بارے میں سوچیں، غور کریں اور اپنی حالتوں کو بدلیں اور عہد کریں کہ ہم نے یہ ذمہ داری نبھانی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب ہم دعا کریں گے، دعا میں اس بات کو بھی سامنے رکھیں کہ خدا تعالیٰ دنیا کو عقل دے اور اپنے مفادات کے لئے ہر قوم جس تباہی کی طرف جا رہی ہے اس سے یہ لوگ بچ جائیں۔ دنیا کے حالات بہت خوفناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو دنیا کو اس تباہی سے بچا سکتا ہے اور اس کے لئے احمدیوں کو بہت زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ جماعت کی ترقی کے لئے بھی دعا کریں۔ جماعت کی ترقی بھی دنیا کے امن کی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنا یہ حق ادا کرنے والے ہوں۔ یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ خیریت سے جلسہ پر آئے ہوئے سب لوگوں کو اپنے اپنے گھروں میں لے جائے۔ خاص طور پر قادیان کے جلسے میں مختلف ممالک کے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ پاکستان کے احمدی بھی ہیں جن کے لئے بہت زیادہ خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو خیریت سے لے جائے اور خیریت سے رکھے۔

عرب ممالک میں بھی ہمارے احمدی بعض جگہوں پر بڑی مشکلات میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے بھی آسانیاں پیدا فرمائے۔ افریقہ میں بھی جو ایبولا (Ebola) کی بیماری پھیلی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی دُور کرنے کے سامان پیدا فرمائے اور ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ مسلم ممالک کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیڈروں کو بھی عقل دے اور عوام الناس کو بھی۔ اللہ تعالیٰ اسلام کے نام پر ظلم کرنے والے ہر طبقے اور ہر گروہ کا خاتمہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ نیا سال جو انشاء اللہ تین دن بعد چڑھنے والا ہے ہمارے لئے انتہائی خوشیوں اور برکتوں کا سال بن کر آئے۔

اب دعا کر لیں۔

[اس کے بعد حضور انور نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی جس میں ایم ٹی اے کے توسط سے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کروڑوں احمدی شامل ہوئے]

☆……☆……☆

بقیہ: **اسلامی نظام حکومت کا اجمالی نقشہ**

از صفحہ 4

سابق الہامی کتب کی تمام اعلیٰ تعلیمیں قرآن کریم میں جمع ہیں

دوسرے معنے اس کے یہ ہیں کہ پہلی الہامی کتابوں کی اعلیٰ تعلیم کو پیش کرتا ہے گویا یہ متشابہ ہے موسیٰ کی کتاب سے اور یہ متشابہ ہے زرتشت کی کتاب سے اور یہ متشابہ ہے رام اور کرشن کی کتاب سے۔

اَحْسَنَ الْحَدِیْث میں تو یہ بتایا گیا تھا کہ قرآن کریم میں اچھی سے اچھی اور بہتر سے بہتر باتیں بیان کی گئی ہیں اور متشابہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کریم سے پہلے جو الہامی کتب نازل ہو چکی ہیں ان تمام کتابوں کی اچھی سے اچھی اور بہتر سے بہتر باتیں اس میں موجود ہیں۔ تورات کی اچھی باتیں اس میں موجود ہیں، وید کی اچھی باتیں اس میں موجود ہیں، ژنداَوِستا کی اچھی باتیں اس میں موجود ہیں۔ جب ساری اچھی باتیں اس میں موجود ہیں تو ہمیں اس بات کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی کہ ہم دوسری کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

عیسائیوں کا ایک اعتراض

عیسائی اعتراض کیا کرتے ہیں اور انہوں نے ینابیع الاسلام وغیرہ بعض کتابیں بھی اِس موضوع پر لکھی ہیں کہ قرآن کریم نے فلاں بات فلاں جگہ سے نقل کی ہے اور فلاں، فلاں جگہ سے۔ حالانکہ قرآن کریم تو آپ کہتا ہے کہ میں نے ان باتوں کو نقل کیا ہے مگر قرآن کریم یہ بھی کہتا ہے کہ میں نے ان کی ردّی باتیں چھوڑ دی ہیں۔ اگر اس میں ساری اچھی باتیں نہیں آئیں تو پھر جو قرآن کریم نے اچھی باتیں چھوڑ دی ہیں تم ان کی نقل کر دو اور کہو کہ یہ باتیں قرآن کریم سے رہ گئی ہیں لیکن اگر باقی صرف پھوگ ہی رہ گیا ہے تو ہم نے اس پھوگ کو کیا کرنا ہے۔ گائے بھینس چارہ کھاتی ہے اور دودھ دیتی ہے تو اس دودھ کو دیکھ کر کہہ سکتے ہو کہ یہ وہی چارہ ہے جو ہم نے کھلایا تھا مگر پیتے دودھ ہی ہو چارہ نہیں کھاتے۔ قرآن کریم نے بھی بعض باتوں کی نقل ہی کی ہے مگر انہیں نقل کر کے اس نے دودھ بنا دیا ہے جسے ہم پی رہے ہیں۔ بائیبل صرف ایک گھاس کے مشابہ ہے، زرتشتی کتابیں صرف ایک گھاس کے مشابہ ہیں، وید صرف گھاس کے مشابہ ہے لیکن قرآن کریم انہی باتوں کو نقل کر کے جس طرح گائے اور بھینس گھاس کھا کر دودھ دیتی ہیں ان کو گھاس سے دودھ کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔

پس بیشک قرآن کریم میں بعض باتیں ایسی ہیں جو انجیل کے مطابق ہیں، بعض باتیں ایسی ہیں جو تورات کے مطابق ہیں اور بعض باتیں ایسی ہیں جو دوسری کتب کے مطابق ہیں مگر اس نے ان تعلیموں کو نہایت ادنیٰ حالت سے لیکر اعلیٰ حالت تک پہنچا دیا ہے۔ ہمارے مخالفوں کو گھاس کھانا ہی اچھا لگتا ہے تو وہ بے شک گھاس کھائیں ہم تو دودھ ہی پیئیں گے۔

(باقی آئندہ)

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
• Asylum & Immigration
• New Point Based System
• Settlement Applications (ILR)
• Post Study Work Visa
• Nationality & Travel Documents
• Human Rights Applications
• High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

قائم شدہ
1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

❁ شدّت پسندی اور دہشتگردی چاہے کسی بھی نوعیت کی ہو اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

❁ دنیا میں ایسے بہت سارے مسائل پیدا ہو چکے ہیں جن کی وجہ سے لوگ مایوسی اور عدم برداشت کا شکار ہو چکے ہیں۔ اقتصادی بحران، نسلی وقومی تعصّبات اور اسلحہ کی دوڑ ایسی باتیں ہیں جن سے دنیا کے امن کو خطرہ ہے۔ اور ان میں سے کسی ایک کا بھی تعلق اسلام سے نہیں۔ یہ مسائل اس وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں کیونکہ دنیا طاقت، اثرورسوخ اور وسائل کو حاصل کرنے کی دوڑ میں اندھی ہو رہی ہے۔

❁ ایمانداری، باہمی اتحاد اور انصاف ہی آج دنیا میں دیرپا امن کے قیام کے ضامن ہیں۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیراہتمام بارھویں سالانہ پِیس سمپوزیم میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا امن عالم کے قیام کے حوالہ سے بصیرت افروز خطاب

مختلف ممالک کے سفراء، ممبران پارلیمنٹ اور دیگر متعدد سیاسی، سماجی اہم شخصیات کی پِیس سمپوزیم میں شرکت اور امن کے قیام کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی پر خراج تحسین۔ ایشین و یورپین میڈیا کے نمائندگان کے ساتھ پریس کانفرنس

اس سال احمدیہ مسلم پرائز فار دی ایڈوانسمنٹ آف پِیس انڈیا سے تعلق رکھنے والی مشہور سماجی کارکن محترمہ سندھوتائی سپکل صاحبہ کو دیا گیا

(جماعت احمدیہ برطانیہ کے 12ویں سالانہ پِیس (Peace) سمپوزیم کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: حافظ محمد ظفراللہ عاجزؔ)

(بیت الفتوح لندن۔ 14 مارچ) امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیراہتمام منعقد ہونے والے بارہویں سالانہ پِیس سمپوزیم میں شرکت فرمائی۔ حضورِ انور ایدہ اللہ نے اس کانفرنس کے حاضرین کو امن عالم کے حوالہ سے بصیرت افروز خطاب سے نوازا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے اس خطاب میں دنیا بھر میں شدّت پسندی کی تیزی سے پھیلتی ہوئی لہر کو پوری دنیا کے لئے خطرہ قرار دیا اور فرمایا کہ مسلمان ممالک میں اور غیر مسلم ممالک میں بھی جو حالات خراب ہو رہے ہیں اس کی وجہ کسی بھی مذہب کی تعلیمات نہیں ہیں۔ یہ مسائل اس وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں کیونکہ دنیا طاقت، اثرورسوخ اور وسائل کو حاصل کرنے کی دوڑ میں اندھی ہو رہی ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ نے دہشتگرد تنظیموں کی پرزور مذمّت فرمائی اور فرمایا کہ ISIS، بوکوحرام اور الشباب نامی دہشتگرد تنظیموں کا مذہب اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ حضورِ انور نے قرآنِ کریم کی آیاتِ کریمہ کے حوالہ سے فرمایا کہ قرآن کریم تو شدّت پسندی کی تمام اقسام کی حوصلہ شکنی کرتا ہے پھر یہ تنظیمیں کس طرح اسلام کے نام پر دہشتگردی اور شدّت پسندی کا جواز پیش کرسکتی ہیں؟

آج کے اس پِیس سمپوزیم میں ایک ہزار سے زائد مرد و زَن شامل ہوئے جن میں چھ سو سے زائد غیر از جماعت مہمان تھے۔ ان مہمانوں میں حکومتی وزراء، مختلف ممالک کے سفراء، ممبرانِ پارلیمنٹ اور ہاؤس آف لارڈز، کئی علاقوں کے میئرز اور سوسائٹی کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے سیاسی، سماجی اور مذہبی افراد شامل تھے۔

امسال اس کانفرنس میں شرکت کرنے والے ایک خصوصی مہمان پروفیسر ہائنر بیلفیڈٹ (Professor Heiner Bielefeldt) تھے۔ آپ اقوامِ متحدہ کی تنظیم میں مذہبی آزادی کے فروغ کے لئے خصوصی مندوب مقرر ہیں۔

امسال کی پِیس کانفرنس کا theme 'مذہب، آزادی اور امن' تھا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بصیرت افروز خطاب سے قبل مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے مختصراً جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ بعد ازاں بعض معزز مہمانوں نے دنیا میں قیامِ امن کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان مہمانوں میں لارڈ ایرِک ایوبری (Lord Eric Avebury) وائس چیئرمین پارلیمنٹری ہیومن رائٹس گروپ، ڈاکٹر چارلس ٹیناک (Dr. Charles Tannock MEP) ممبر آف یوروپین یونین پارلیمنٹ و چیئرمین یوروپین یونین فرینڈز آف احمدیہ مسلم پارلیمنٹری گروپ، لارڈ طارق احمد آف ویمبلڈن وزیرِ مملکت برائے کمیونٹیز، عزت مآب جناب جسٹین گریننگ (Rt. Hon. Justine Greening) ممبر آف پارلیمنٹ اور سیکرٹری آف اسٹیٹ برائے انٹرنیشنل ڈیویلپمنٹ، پروفیسر ہائنر بیلفیڈٹ (Professor Heiner Bielefeldt) خصوصی مندوب برائے مذہبی آزادی، اقوامِ متحدہ شامل ہیں۔

تمام معززین نے بلا استثناء امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیامِ امن کے لئے کی جانے والی کاوشوں کو سراہا اور جماعتِ احمدیہ کے پرامن مشن کو قابلِ تقلید قرار دیتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ دنیا میں حقیقی اور پائیدار امن کے قیام کے لئے ہمیں باہمی تعاون سے کام کرنا ہوگا اور شدّت پسندی کے خلاف ایک جہاد کرنا ہوگا۔ جماعتِ احمدیہ پر اگرچہ دنیا کے مختلف حصوں میں مظالم ڈھائے جا رہے ہیں لیکن ان مظالم کے باوجود امن اور بھائی چارہ کا جو سبق جماعت دنیا کو دے رہی ہے وہ بے مثال ہے۔

اس کانفرنس میں وزیرِ اعظم برطانیہ جناب ڈیوڈ کیمرون کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا گیا جس میں انہوں نے دنیا میں قیامِ امن کے لئے جماعتِ احمدیہ کی پرامن کاوشوں کو سراہا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ میں نے گزشتہ پِیس کانفرنس میں جو نومبر 2014ء میں ہوئی تھی ایک یہ بات بھی کی تھی کہ دنیا کو فوری طور پر ISIS یا IS کہلانے والی دہشتگرد تنظیم کی فنڈنگ کو روکنا اور ان کی سپلائی لائن کو توڑنا ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ مَیں یہ تو نہیں کہتا کہ میری وجہ سے یا میرے توجہ دلانے سے ایسا کیا گیا ہے لیکن گزشتہ کچھ مہینوں میں اس تنظیم کی کارروائیوں کو روکنے کے لئے اِن خطوط پر کام ضرور کیا گیا ہے۔

حضورِ انور نے اس سلسلہ میں اقوامِ متحدہ کی سیکیورٹی کونسل میں فروری 2015ء کے دوران پاس کیے جانے والے ایک ریزولیوشن کا ذکر فرمایا جس میں اس دہشتگرد

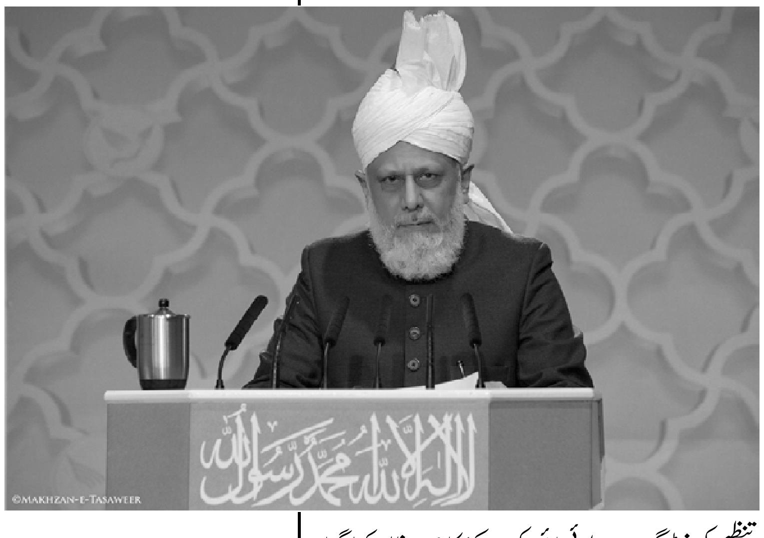

تنظیم کی فنڈنگ اور سپلائی لائن کو روکنے کا عزم ظاہر کیا گیا ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ اگر ان باتوں پر ٹھیک طرح عمل بھی کیا گیا تو جلد ہی ISIS کا زور ٹوٹ جائے گا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ شدّت پسندی اور دہشتگردی چاہے کسی بھی نوعیت کی ہو اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ نے جنوری 2015ء میں فرانس میں ہونے والے دہشتگردی کے حملہ کو 'انتہائی خوفناک اور اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف' قرار دیا اور بعض سیاسی اور مذہبی لیڈرز کی طرف سے اس واقعہ کے بعد مثبت بیانات پر تبصرہ کرتے ہوئے انہیں خوش آئند قرار دیا۔

حضورِ انور نے فرمایا: دہشتگردی کے واقعات پر بعض لیڈرز کی طرف سے مثبت بیانات بہت تسلی بخش ہیں۔ ان لیڈرز نے اسلام کے خلاف نفرت کی آگ کو مزید بھڑکانے کی بجائے حقیقت کا اعتراف کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ دہشتگرد تنظیموں کا اسلام کی حقیقی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔

حضورِ انور نے خصوصی طور پر صدر اوباما اور پوپ فرانس کے بیانات کا ذکر بھی فرمایا جن میں ان لیڈرز نے یہ کہا تھا کہ کسی فردِ واحد کا دوسرے کے مذہب اور عقیدہ کا مذاق اڑا کر اسے غصہ دلانا کسی بھی لحاظ سے مناسب فعل نہیں۔

حضورِ انور نے مسلم ممالک اور دیگر ممالک میں تیزی سے خراب ہوتے ہوئے حالات اور بے چینی کا ذکر فرما کر اس کے پیچھے کارفرما اصل وجوہات کو مختصر لیکن نہایت جامع انداز میں بیان فرمایا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ہم جس دنیا میں رہ رہے ہیں اس میں ایسے بہت سارے مسائل پیدا ہو چکے ہیں جن کی وجہ سے لوگ مایوسی اور عدم برداشت کا شکار ہو چکے ہیں۔ یہ بھی ایک وجہ ہے جس کی وجہ سے دنیا سے سکون اٹھتا جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر کچھ عرصہ پہلے آنے والے اقتصادی بحران سے دنیا ابھی بھی پورے طور پر باہر نہیں نکل سکی۔ یورپ کے لوگوں میں عمومی طور پر بے صبری پیدا ہو رہی ہے۔ یورپین یونین کے وجود کو غیر ضروری سمجھا جانے لگا ہے۔ بہت سے ممالک میں ایسی پارٹیاں پذیرائی پا رہی ہیں جو قوم پرست ہیں یا مہاجرین اور پناہ گزینوں کے خلاف ہیں۔ پھر مسئلہ یوکرائن ہے، بہت سے ممالک اسلحہ اور جنگی ساز وسامان پر زیادہ سے زیادہ خرچ کر رہے ہیں اور اپنے دفاعی بجٹ بڑھاتے جا رہے ہیں۔ یہ باتیں ایسی ہیں جن سے دنیا کے امن کو خطرہ ہے۔ اور ان میں سے کسی ایک کا بھی تعلق اسلام سے نہیں۔ یہ مسائل اس وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں کیونکہ دنیا طاقت، اثرورسوخ اور وسائل کو حاصل کرنے کی دوڑ میں اندھی ہو رہی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ہمیں آج وقت کی ضرورت کو سمجھنا چاہیے۔ ہمیں اس بات کو تسلیم کرنا ہو گا کہ ایمانداری، باہمی اتحاد اور انصاف ہی آج دنیا میں دیرپا امن کے قیام کے ضامن ہیں۔ یہ گویا پائیدار امن کے قیام کے لئے ایک بیج کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جب تک ایمانداری اور انصاف ہر سطح پر قائم نہیں ہو گا ان مسائل کا کوئی حل دیرپا نہیں ہوسکتا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ نے جماعتِ احمدیہ کے قیام کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم احمدی مسلمان وہ لوگ ہیں جن کے پاس کوئی دنیاوی طاقت یا اثرورسوخ نہیں۔ ہمارا مِشن دنیا کو روحانی لحاظ سے بہتر سے بہتر کرتے چلے جانا ہے۔ اسی لئے ہمیں طاقت یا حکومت حاصل کرنے کی ہوس نہیں۔ ہماری جماعت کے کوئی بھی سیاسی عزائم یا مقاصد نہیں...... ایک مذہبی تنظیم ہونے کے ناطے ہماری یہی خواہش ہے کہ دنیا اپنے خالق کو پہچانے اور لوگ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے بن جائیں۔ ان دو مقاصد کے حصول کے لئے ہم دنیا بھر میں کام کر رہے ہیں۔ ہم لوگوں کو یہ پیغام پہنچا رہے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کا شدّت پسندی سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ہم یہ بھی دنیا کو بتا رہے ہیں کہ بعض ممالک میں جو حالات خراب ہیں ان کا ذمہ دار 'اسلام' نہیں ہے۔

حضورِ انور نے اس بات کو مزید صراحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے قرآنِ کریم کی متعدد آیات حاضرین کے سامنے پیش کیں جن سے اسلام کا امن پسند اور مذہبی آزادی کا علمبردار ہونا ثابت ہوتا ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ جہاں کہیں بھی مسلمانوں کو اپنے دفاع کے لئے جنگ کی اجازت دی گئی اس کا مقصد صرف اسلام کی حفاظت ہی نہیں بلکہ دیگر مذاہب کو بھی تحفظ فراہم کرنا تھا۔

باقی صفحہ نمبر 2پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 8 جنوری 2011ء میں مکرم محمد ادریس چودھری صاحب کے قلم سے حضرت مصلح موعودؓ کے طبّی مشیر محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کے والد حضرت میاں محمد الدین صاحبؓ (واصلباقی نویس) موضع کھیکا نزد کھاریاں کے رہائشی تھے۔ اکتوبر 1894ء میں بیعت کی اور 5 جون 1895ء کو قادیان آکر زیارت کی سعادت پائی۔ آپؓ کا نام حضرت مسیح موعودؑ کے 313 صحابہ میں تیسرے نمبر پر مندرج ہے۔ تقسیم ہند کے بعد قادیان میں درویشی کی زندگی اختیار کر لی۔ وہیں یکم نومبر 1951ء کو وفات پاکر بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ آپؓ کی اولاد میں سب سے بڑے بیٹے حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ تھے جو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں لمبا عرصہ سائنس ٹیچر رہنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں ناظر بیت المال اور پھر ناظر اعلیٰ ثانی رہے۔ دوسرے بیٹے محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب تھے جو مختلف مقامات میں محکمہ صحت کے ہسپتالوں کے انچارج رہے۔ بعد میں ربوہ ٹاؤن کمیٹی کے میڈیکل آفیسر مقرر ہوئے۔ سرکاری ملازمت کے دوران اور بعد میں بھی حضرت مصلح موعودؓ کے طبی مشیر تھے۔ تیسرے بیٹے محترم چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب (بارایٹ لاء) مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ پھر وکیل القانون تحریک جدید ربوہ رہے۔ چوتھے بیٹے محترم چوہدری غلام یٰسین صاحب مربی سلسلہ امریکہ وفلپائن تھے۔ نیز تین بیٹیاں بھی تھیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے وقت محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کی عمر تین چار سال تھی لیکن آپ چونکہ باقاعدہ مسجد جایا کرتے تھے اس طرح سے حضرت مسیح موعود کی شبیہ مبارک کی پہچان اخذ کر چکے تھے۔

جب ڈاکٹر صاحب امرتسر میں تعینات تھے تو ایک بار حضرت مصلح موعودؓ قادیان سے لاہور کے لئے عازم ہوئے۔ امرتسر پہنچ کر اپنی کار محترم ڈاکٹر صاحب کے مکان پر چھوڑ گئے اور باقی سفر ریل گاڑی سے طے کیا۔ لاہور سے قادیان واپسی بھی ریل گاڑی سے ہوئی۔ وہ گاڑی ایسے وقت میں امرتسر سے گزرتی تھی کہ محترم ڈاکٹر صاحب کو حضورؓ کی اجازت سے کھانا پیش کرنے کی سعادت ملی۔

جب محترم ڈاکٹر صاحب لاہور میں تعینات تھے تو احمدیہ ہاسٹل کے وارڈن بھی رہے۔ حضرت مصلح موعودؓ بھی لاہور تشریف لاتے تو احمدیہ ہوسٹل میں قیام فرما ہوا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہاں پر رہ کر مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے قادیان میں ہی رہ رہا ہوں۔ حضرت ام طاہرؓ کی آخری علالت میں بھی محترم ڈاکٹر صاحب کو اُن کی خدمت کا وافر موقع ملا۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بھی آپ سے محبت کا خاص سلوک فرماتے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد جب مہاجرین کے قافلے لاہور آرہے تھے تب محترم ڈاکٹر صاحب میو ہسپتال لاہور میں تعینات تھے۔ ایک دن ہسپتال پہنچے تو ایک چھوٹی سی بچی ابّا کہہ کر آپ کی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔ لوگوں سے پوچھا لیکن کوئی اس کا والی وارث نہ نکلا۔ چنانچہ ہسپتال کے عملہ کو بتا کر اُسے اپنے گھر لے گئے۔ چند دن بعد اُس بچی کا باپ ڈھونڈتا ڈھونڈتا وہاں پہنچا اور بچی کو لے گیا۔ محترم ڈاکٹر صاحب بڑے رقیق القلب تھے۔ ہر ضرورتمند کی مدد کرنی فرض سمجھتے۔ ہسپتال میں پگڑی والا ڈاکٹر مشہور تھے۔ لالیاں میں بھی تعینات رہے جہاں نمازیں آپ کے گھر پر ادا کی جاتی تھیں اور آپ ہی امام ہوتے۔

1958ء میں ایک بار محترم ڈاکٹر صاحب کے ہاں دعوت پر بعض بزرگ آئے جن میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب بھی شامل تھے۔ کھانے کے بعد مَیں مہمانوں کے ہاتھ دھلوا رہا تھا۔ جب حضرت میاں صاحب ہاتھ دھونے کے لئے آگے بڑھے تو ڈاکٹر صاحب نے میرے ہاتھ سے لوٹا اور تولیہ پکڑ لیا۔ بعد میں میرے شکوہ کرنے پر مجھے فرمانے لگے: تمہیں تو خود بھی پتہ نہیں ہے کہ خداتعالیٰ ان کا رتبہ جماعت میں کس قدر بلند کرنے والا ہے جس سے لوگ حیران رہ جائیں گے۔

1977ء میں محترم ڈاکٹر صاحب کی وفات ربوہ میں ہوئی۔ سابق صدر پاکستان چودھری فضل الٰہی صاحب محترم ڈاکٹر صاحب کے بچپن کے دوست تھے۔ اُنہوں نے بھی اپنا تعزیتی پیغام بھجوایا جس میں لکھا کہ ہم سب ایک بزرگ کی دعاؤں سے محروم ہوگئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب کسی سفر پر جاتے تھے تو محترم ڈاکٹر صاحب بھی کئی دفعہ ہمرکاب ہوتے تھے۔ چنانچہ نخلہ اور مری بھی بارہا گئے اور حضورؓ جب حضرت سید احمد بریلوی شہید کے مقبرہ کی زیارت کے لئے بالاکوٹ تشریف لے گئے تو بھی ڈاکٹر صاحب ہمراہ تھے۔ مری میں قیام کے دوران ہی حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر آپ نے ہی مولانا ظفر علی خان صاحب کا علاج کیا تھا۔

محترم ڈاکٹر صاحب کو مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ وسیع ذاتی لائبریری بنا رکھی تھی۔ اخبارات و رسائل میں آپ کے مضامین شائع ہوتے تھے۔

مہمان نوازی اور ہمدردی خلائق آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔ امرتسر میں ایک دن یہ کہتے ہوئے خدا کا شکر ادا کر رہے تھے کہ پچھلی رات میرے صحن میں 22 مہمانوں کی چارپائیاں بچھی ہوئی تھیں۔ ربوہ میں آپ ہسپتال سے دُور ایک ڈسپنسری چلاتے تھے جہاں مریضوں کو کئی دفعہ اپنی جیب سے دوائیاں خرید کر دیتے اور بسااوقات گھر سے کھانا کھلاتے۔ آپ کی باتیں پندونصائح پر منتج ہوا کرتی تھیں۔ اکثر کہا کرتے کہ یہ دنیا عارضی اور بے ثبات ہے اور آخرت کو نہیں بھولنا چاہئے۔ آپ نے دو بیٹوں اور پانچ بیٹیوں کی اعلیٰ تربیت کی۔

حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 26 جنوری 2011ء میں محترم چودھری محمد ادریس صاحب نے اپنے ماموں حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ سابق ناظر بیت المال کی چند یادیں تحریر کی ہیں۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ حضرت صوفی صاحبؓ کے بارہ میں میری اوّلین یادداشت قادیان کے اُن ایام کی ہے جب آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں سائنس کے مدرس تھے اور بورڈنگ ہاؤس کے سپرنٹنڈنٹ بھی۔ 1947ء میں ہجرت تک آپ یہ فرائض 16 سال تک سرانجام دے چکے تھے۔ پھر سکول چنیوٹ منتقل ہوگیا جہاں یہ ذمہ داری جاری رہی۔ جب سکول ربوہ منتقل ہوگیا تو کچھ عرصہ تک آپ چنیوٹ سے بذریعہ سائیکل ربوہ آتے تھے۔ سکول سے ریٹائرمنٹ تک آپ ربوہ نقل مکانی کر چکے تھے۔

اپنی عمر کے لحاظ سے ریٹائرڈ ہونے پر اغلباً 1957ء میں حضرت صوفی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت اقدس میں عریضہ لکھ کر مزید خدمت دین کے موقعہ کی خواہش کا اظہار کیا تو صدر انجمن میں معاملہ پیش ہوکر آپ کو نائب ناظر مال مقرر کیا گیا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نظارت مال کو آمد اور خرچ میں تقسیم کر دیا تو آپ ناظر بیت المال خرچ مقرر کئے گئے۔ اور کئی سال تک ناظر اعلیٰ ثانی کے طور پر بھی فرائض سرانجام دیتے رہے۔

حضرت صوفی صاحبؓ کے والدین تقویٰ وطہارت سے عبارت تھے۔ اور آپ پر بھی زہد و عبادت اور پرہیزگاری کا رنگ اتنا نمایاں تھا کہ شروع سے ہی ’صوفی صاحب‘ کے لقب سے مشہور ہوگئے۔ جہاں بھی مقیم رہے وہاں امام الصلوٰۃ مقرّر رہے۔ سالہاسال جلسہ سالانہ کے ناظم روشنی رہے۔ آپ کے والد حضرت میاں محمد دین صاحب (واصلباقی نویس) کا نام 313 صحابہ میں تیسرے نمبر پر درج ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ نیک بی بی صاحبہ آف چک سکندر بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ آپ کے بھائیوں میں محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب طبی مشیر حضرت مصلح موعودؓ، محترم چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب بارایٹ لاء، وکیل القانون تحریک جدید ربوہ اور محترم چوہدری غلام یٰسین صاحب مربی امریکہ وفلپائن شامل ہیں۔ جبکہ ہمشیرگان میں محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ زوجہ میجر عبدالحمید صاحب (مبلغ انگلستان، امریکہ وجاپان)، محترمہ زینب بی بی صاحبہ زوجہ الحاج محمد ابراہیم خلیل صاحب (مبلغ اٹلی، سسلی وسیرالیون) اور محترمہ آمنہ بی بی صاحبہ زوجہ صوبیدار مظفر احمد صاحب شامل ہیں۔ صوبیدار صاحب دوسری جنگ عظیم کے دوران برما میں شہید ہوگئے تھے۔

محترم چودھری حفیظ الدین خان صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 29 جنوری 2011ء میں مکرم ماہد منظور طاہر صاحب نے اپنے پھوپھی زاد محترم چودھری حفیظ الدین خان صاحب ایڈووکیٹ (المعروف بھائی لالی) کا ذکرخیر کیا ہے جو 9/اپریل 2009ء کو ساہیوال میں وفات پاگئے۔

محترم چوہدری حفیظ الدین خان ستمبر 1940ء میں محترم چوہدری نورالدین جہانگیر صاحب ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر ساہیوال کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ (یکے از 313) ساکن فیض اللہ چک کی نواسی تھیں۔ آپ کی شادی 1965ء میں محترم شیخ مبارک احمد صاحب مربی سلسلہ بلاد افریقہ وعربیہ وامریکہ کی بیٹی سے ہوئی۔

محترم چودھری صاحب ایک ہمہ صفت و ہمہ جہت شخصیت تھے۔ آپ ایک لمبا عرصہ نائب امیر ضلع اور تادم آخر سیکرٹری امور عامہ ساہیوال کی حیثیت سے خدمات بجالاتے رہے۔ آپ 1984ء میں ساہیوال کی مسجد ’’بیت الحمد‘‘ کے مقدمہ میں نامزد ہوئے اور کئی ماہ تک ملتان جیل میں اسیرِ راہ مولا رہنے کا شرف حاصل کیا۔

آپ کی شخصیت اپنے بلند و بالا قد اور سرخ وسفید رنگ کی وجہ سے متأثر کُن تھی۔ دنیاوی افسران اور سیاسی اکابرین سے وسیع تعلقات تھے۔ ان تعلقات کو جماعتی مفاد میں استعمال کرنے سے کبھی بھی ہچکچاتے نہ تھے۔ طبیعت میں بذلہ سنجی اور شگفتگی کا وصف نمایاں تھا۔ تقریر کا خاص ملکہ حاصل تھا۔ مطالعہ کا ازحد شوق تھا۔ باوجود بصارت کی کمی اور اطبّاء کے منع کرنے کے آخر وقت تک محدّب عدسہ کی مدد سے مطالعہ جاری رکھا۔ دوران اسیری وقت ضائع نہ کیا بلکہ عبادات اور مطالعہ کرتے رہے۔ شعروشاعری سے بھی شغف تھا۔ ہومیوپیتھی کے علم میں کافی مہارت تھی اور اس سلسلہ میں نافع الناس تھے۔ آپ کی وفات کے بعد ایک پولیو زدہ نوجوان نے بتایا کہ مرحوم کی تجویز کردہ ادویات سے اس کو فائدہ ہوا تھا۔ بطور عقیدت اس نے آپ کی تصویر اپنے موبائل فون میں محفوظ کر رکھی تھی۔

آپ کو خلافت سے والہانہ لگاؤ تھا اور جماعتی روایات کی پاسداری کرنا اپنا فرضِ اوّلین سمجھتے تھے۔ خاکسار اور آپ کی عمر میں اتنا فرق تھا کہ آپ نے خاکسار کو بچپن میں گود کھلایا تھا مگر جب خاکسار نے صدر جماعت ساہیوال کی حیثیت سے ذمہ داری سنبھالی تو میرے ساتھ اندازِ تخاطب بدل گیا اور خاکسار کو ’’آپ، جناب‘‘ کہہ کر پکارنے لگے جس پر مجھے شرم محسوس ہوتی تھی۔ ایک دفعہ خاکسار نے اس کا اظہار کیا تو فرمایا کہ آپ کا عہدہ اس بات کا متقاضی ہے کہ میں آپ کا ادب کروں۔

آپ اپنے خاندان اور بھائیوں کے لئے شجر سایہ دار کی طرح تھے۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ باوجود ملازمین کی موجودگی کے باغبانی کرتے اور گاڑی خود دھوتے۔ کھانا بہت اچھا پکا لیتے۔ غرضیکہ آپ کی شخصیت بہت سی صفات کی حامل تھی۔

آپ کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

مکرم وسیم احمد صاحب شہید

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 27 جنوری 2011ء میں مکرم رانا مبارک احمد صاحب کے قلم سے مکرم وسیم احمد صاحب کا ذکرخیر ہوا ہے جو دارالذکر لاہور میں دہشتگردی کے دوران 38 سال کی عمر میں شہید ہوگئے۔ آپ حسب عادت پہلی صف میں بیٹھے تھے۔

آپ مکرم عبدالقدوس صاحب آف سیالکوٹ کے بیٹے تھے۔ پانچ بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ کمپیوٹر سائنس میں M.Sc. تھے اور ایک فرم میں مینیجر تھے۔ نہایت بلند اخلاق، خوش گفتار، بااصول اور باحیا انسان تھے۔ اپنوں اور غیروں کے یکساں کام آتے۔ اپنے حلقہ میں ناظم اطفال تھے۔ بڑی تندہی سے ذمہ داری ادا کرتے اور بچوں کے دوست بن کر اُن کی تربیت کرتے۔ موصی تھے اور اپنے بجٹ سے زیادہ چندہ ادا کرتے تھے۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے چھوڑے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے 9/جولائی 2010ء کے خطبہ جمعہ میں شہید مرحوم کا ذکر فرمایا ہے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 19 جنوری 2011ء میں شہدائے لاہور کے حوالہ سے کہی گئی مکرمہ ر۔اظہر صاحبہ کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب پیش ہے:

ایک سجدہ کیا اور امر ہوگئے
ایک لمحے میں پودے شجر ہوگئے
تاج سر کے چھنے، وِیر رخصت ہوئے
دُور ماؤں کے لختِ جگر ہو گئے
اِک اشارے پہ تن اور من وار دیں
اب تو بچے بھی اپنے نذر ہو گئے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

April 10, 2015 – April 16, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday April 10, 2015

00:00	World News
00:10	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 103-109 with Urdu translation.
00:25	Dars-e-Malfoozat: The topic in 'the power of belief'.
00:45	Yassarnal Quran: Lesson no. 45.
01:10	A Message Of Peace: Rec. December, 2012.
02:05	Kasre Saleeb: Programme no. 19.
02:40	Spanish Service: Programme no. 12.
03:15	Pushto Muzakarah
03:55	Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Zumar, verses 21-53. Class no.239. Rec. on April 01, 1998.
05:00	Liqa Maal Arab: Session no. 39.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 167-175 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 46.
07:00	Address In European Parliament: Recorded on December 4, 2012.
07:45	A Wonder Of Nature
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on April 04, 2015.
09:50	Indonesian Service
10:55	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 66.
11:30	Live Transmission From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Transmission From Baitul Futuh
13:35	Tilawat: Surah Al-Waaqiah, verses 1-48
13:45	Seerat-un-Nabi: The topic is 'entrust and integrity'.
14:25	Shotter Shondane: Rec. July 07, 2011, part 2.
15:35	Dua-e-Mustajaab
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:30	Address In Europena Parliament [R]
19:20	A Wonder Of Nature [R]
19:50	HIjrat
20:25	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda: Rec. April 04, 2015.

Saturday April 11, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat [R]
00:35	Dars-e-Hadith [R]
00:45	Yassarnal Quran [R]
01:20	Adress In Europena Parliament [R]
02:10	Friday Sermon: Rec. April 10, 2015.
03:20	Rah-e-Huda [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 40.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 176-182 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 33.
07:00	Ansarullah Ijtema UK: Rec. October 07, 2012.
08:15	International Jama'at News
08:55	Question And Answer Session: Rec. June 15, 1996. Part 2.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Rec. April 10, 2015.
12:15	Tilawat: Surah Al-Waaqiah, verses 49-97.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar: Rec. March 06, 2013.
15:05	Spotlight: A speech about the life and character of the Promised Messiah (as).
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Ansarullah Ijtema UK: Rec. October 07, 2012.
19:35	Faith Matters: Programme no. 168.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:30	Story Time [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday April 12, 2015

00:05	World News
00:20	Tilawat [R]
00:30	Dars-e-Malfoozat [R]
00:45	Al-Tarteel [R]
01:15	Ansarullah Ijtema UK [R]
02:30	Story Time [R]
02:50	Friday Sermon [R]
04:00	Spotlight [R]
04:45	Liqa Maal Arab: Session no. 41.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 183-188 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:25	Yassarnal Quran: Lesson no. 46.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Rec. June 23, 2012.
07:45	Houses Of Parliament
08:20	Faith Matters: Programme no. 168.
09:10	Question And Answer Session: Rec. April 18, 1998. Part 2.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on March 07, 2014.
12:15	Tilawat: Surah Al-Hadeed, verses 1-17.
12:25	Yassarnal Quran [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on April 10, 2015.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on July 09, 2011.
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
16:00	Ashab-e-Ahmad
16:45	Kids Time: Programme no. 43.
17:20	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
19:25	Faith Matters [R]
20:15	Houses Of Parliament [R]
20:50	Roots To Branches: Programme no. 8.
21:20	Open Forum: The topic is 'the lesser Jihad'.
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session [R]

Monday April 13, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat [R]
00:35	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
00:50	Yassarnal Quran [R]
01:25	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna [R]
02:05	Roots To Branches [R]
02:35	Houses Of Parliament [R]
03:10	Friday Sermon [R]
04:20	Open Forum [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 42.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 189-195 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 33.
07:00	Reception In Hamburg: Rec. December 05, 2012.
08:15	International Jama'at News
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on March 16, 1998.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on December 19, 2014.
11:05	Beautiful India
11:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: Programme no. 94.
12:00	Tilawat: Surah Al-Hadeed, verses 18-30.
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 26, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Freedom Of Speech
15:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
16:00	Rah-e-Huda: Recorded on April 11, 2015.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:25	Reception In Hamburg [R]
19:40	Somali Service: Programme no. 16.
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Beautiful India [R]
23:20	Azeemu Shaan Inqelab
23:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]

Tuesday April 14, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 189-195 with Urdu translation.
00:30	Dars-e-Hadith [R]
00:40	Al-Tarteel [R]
01:10	Reception In Hamburg [R]
02:25	Kids time: Programme no. 43.
02:55	Friday Sermon [R]
03:55	Freedom Of Speech [R]
04:35	Beautiful India [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 43.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 196-201 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no, 47.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Rec. June 23, 2012.
07:35	The Meaning Of Life According To Islam
08:00	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 14.
08:30	Australian Service
09:10	Question And Answer Session: Recorded on April 18, 1998.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on April 10, 2015.
12:05	Tilawat: Surah Al-Mujaadalah, verses 1-11.
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 168.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service: Programme no. 2.
15:30	The Meaning Of Life According To Islam
16:00	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 14.
16:30	Pakistan National Assembly 1974
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
18:55	Noor-e-Mustafwi Programme no. 15.
19:10	Muslim Scientists
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on April 10, 2015.
20:35	Aao Urdu Seekhain [R]
21:00	Australian Service
21:30	Pakistan National Assembly 1974 [R]
22:15	Faith Matters [R]
23:05	Question And Answer Session [R]

Wednesday April 15, 2015

00:00	World News
00:15	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 196-201 with Urdu translation.
00:25	Dars-e-Malfoozat [R]
00:40	Yassarnal Quran [R]
01:00	The Meaning Of Life According To Islam
01:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
02:05	Noor-e-Mustafwi [R]
02:20	Alif Urdu [R]
02:50	Story Time [R]
03:25	Pakistan National Assembly 1974 [R]
04:15	Muslim Scientists [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 44.
06:00	Tilawat
06:15	Al-Tarteel: Lesson no. 33.
06:45	Lajna Ijtema UK: Recorded on October 14, 2012.
08:15	Mosha'airah
09:00	Question And Answer Session: Recorded on June 15, 1996.
10:05	Indonesian Service
11:10	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on April 10, 2015.
12:15	Tilawat: Surah Ash-Shams, Surah Al-Lail.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 26, 2009.
14:00	Shotter Shondane: Rec. February 27, 2015.
15:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 67.
15:40	Kids Time: Programme no. 43.
16:15	Faith Matters: Programme no. 167.
17:15	Al-Tarteel [R]
17:45	World News
18:10	Lajna Ijtema UK [R]
19:40	French Service: Horizons d'Islam. Episode 10
20:35	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:10	Kids Time: Programme no. 43.
21:50	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan: Rec. April 11, 2015.

Thursday April 16, 2015

00:10	World News
00:30	Tilawat [R]
00:45	Al-Tarteel [R]
01:15	Lajna Ijtema UK [R]
02:45	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
03:25	Dars-e-Hadith
03:45	Faith Matters [R]
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 45.
06:05	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'repentance'.
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 47.
07:00	Peace Conference 2015: Rec. March 14, 2015.
08:25	Beacon Of Truth: Rec. March 08, 2015.
09:25	Tarjamatul Quran Class: Surah Az-Zumar, verses 36-53 Class No. 240. Rec. April 7, 1998.
10:25	Indonesian Service
11:35	Japanese Service: Programme no. 10.
12:25	Tilawat: Surah Al-Hashr, verses 1-10.
12:35	Yassarnal Quran [R]
13:20	Beacon Of Truth [R]
14:25	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on April 10, 2015.
15:25	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 14.
15:45	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
16:00	Persian Service: Programme no. 24.
16:25	Tarjamatul Quran Class [R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
17:55	World News
18:15	Peace Conference [R]
19:45	German Service
21:00	Faith Matters: Programme no. 168.
21:55	Tarjamatul Quran Class [R]
23:05	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 Friday 10 April , 2015 Issue No. 15

جہاں یہ جلسے ہماری اندرونی صفائی اور روحانیت میں ترقی کا ذریعہ ہیں وہاں دنیا میں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت و وقار کو قائم کرنے کا ذریعہ بھی ہیں۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کے حُسن کو دکھانے کا ذریعہ بھی ہیں۔

ہم اسلام کو علمی اور عملی رنگ میں دنیا کو دکھانے کے لئے یہاں جمع ہیں۔ یہ ایک عظیم کام اور ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم نے اپنے اوپر لی ہے اور یہ عظیم کام اور بڑی ذمہ داری اس وقت مزید اہمیت کی حامل ہو جاتی ہے جب ہماری آواز سے آواز ملانے میں مسلمانوں کی بڑی اکثریت یا خاموش ہے یا مخالف ہے۔

مسلمان کہلانے والے بعض گروہ یا تنظیمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کو نہ سمجھتے ہوئے یا بعض تاریخی حقائق سے ناواقفیت کی وجہ سے یا نئے اور پرانے غلط نظریات کی وجہ سے یا اپنے مفادات کی خاطر اسلام کی طرف غلط باتیں منسوب کرتے ہیں جن کا اسلام کی حقیقی تعلیم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ بہرحال ان باتوں اور ان نظریات کی وجہ سے غلط عمل نے غیر مسلم دنیا میں یہ غلط تاثر قائم کیا ہوا ہے کہ اسلام نعوذ باللہ شدّت پسندی اور دہشتگردی کا مذہب ہے۔

آج یہ ہمارا کام ہے کہ ہر جگہ، ہر سطح پر مسیح محمدی کی نمائندگی میں اسلام کی امن پسند تعلیم دنیا کو بتائیں۔

ہمیں مسیح محمدی نے بتایا ہے کہ میرے آنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اسلام کے متعلق شدت پسندی اور جہاد کے غلط نظریے کو باطل کر کے دنیا کو بتاؤں کہ اسلام وہ خوبصورت مذہب ہے جس کو کسی تلوار کی ضرورت نہیں۔ جو دلوں کو فتح کرتا ہے اور دلوں میں کھب جاتا ہے۔

آج دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو اسلام کی عزت کو تمام دنیا میں قائم کرنے کے لئے اپنے عہدوں کو نبھا رہی ہے۔ ہم ہی ہیں جو دنیا کو بتا رہے ہیں کہ اسلام امن اور سلامتی اور محبت اور بھائی چارے کا مذہب ہے

ہم جنہوں نے زمانے کے امام کو مانا ہے ہمارا کام ہے کہ اسلام کی خدمت کا حق ادا کرتے ہوئے آج یہ عہد کرتے ہوئے اٹھیں کہ ہم نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کا نمونہ بننا ہے۔ ہر سطح پر محبت، پیار، بھائی چارے، سلامتی اور امن کے پیغام کو پہنچانا ہے۔ دنیا کو حقیقی اسلامی تعلیم کے بارے میں بتانا ہے۔ دنیا کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا ہے اور ربّ العالمین کا ادراک دنیا کو دیتے ہوئے انسانیت کو محبت، پیار اور بھائی چارے کے اسلوب سکھانے ہیں۔ محبتوں کو بکھیرنا ہے اور نفرتوں کو دور کرنا ہے۔

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کے 123ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 28 دسمبر 2014ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا طاہر ہال بیت الفتوح لندن سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی ذرائع سے براہ راست اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

جیسا کہ میں نے خطبہ جمعہ میں بتایا تھا۔ دنیا کے مختلف ممالک میں ان دنوں میں جلسے منعقد ہو رہے ہیں اور ان کا آج آخری دن ہے۔ یہ جلسے نائیجیریا، آئیوری کوسٹ، سینیگال میں ہو رہے ہیں اور اسی طرح امریکہ کے ویسٹ کوسٹ کا بھی جلسہ ہے۔ آج ان کے آخری دن ہیں۔ افریقن ممالک میں تو وقت بھی تقریباً یہی ہے اور میری اس تقریر کے ساتھ ان کا جلسہ بھی دعا کے بعد اختتام پذیر ہو گا۔

مَیں نے جمعہ کے خطبہ میں بتایا تھا کہ دنیا کو ہمارے جلسوں سے جو پیغام ملتا ہے وہ اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہونا ہے۔ پس جہاں یہ جلسے ہماری اندرونی صفائی اور روحانیت میں ترقی کا ذریعہ ہیں وہاں دنیا میں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت و وقار کو قائم کرنے کا ذریعہ بھی ہیں۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کے حُسن کو دکھانے کا ذریعہ بھی ہیں۔ پس آج دنیا کے مختلف ممالک میں افرادِ جماعت کا اپنے جلسوں کے لئے جمع ہونا دنیا کو اور خاص طور پر وہ لوگ جو اسلام پر اعتراض کرتے ہیں ان کو یہ بتانے کے لئے ہے کہ تم اسلام کو کیا سمجھتے ہو اور اسلام کی حقیقت کیا ہے۔ یہ دنیا کو بتانے کے لئے ہے کہ تم ان لوگوں کی باتوں کو تو سنتے ہو اور اہمیت دیتے ہو اور ان کی باتوں پر یقین بھی رکھتے ہو جو اسلام کے خلاف بہت کچھ کہتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ہم اپنے قول، اپنی تعلیم اور اپنے عمل سے تمہیں بتاتے ہیں کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے؟ گویا ہم اسلام کو علمی اور عملی رنگ میں دنیا کو دکھانے کے لئے یہاں جمع ہیں۔ یہ ایک عظیم کام اور ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم نے اپنے اوپر لی ہے اور یہ عظیم کام اور بڑی ذمہ داری اس وقت مزید اہمیت کی حامل ہو جاتی ہے جب ہماری آواز سے آواز ملانے میں مسلمانوں کی بڑی اکثریت یا خاموش ہے یا مخالف ہے۔ اور دوسرے مسلمان اسلام کی تعلیم کو بعض معاملات میں خاص طور پر قیامِ امن کے لئے اُس سے بالکل مختلف انداز میں پیش کرتے ہیں جس طرح ہم نے قرآن کریم اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ کے اُسوہ سے سمجھا ہے۔

مسلمان کہلانے والے بعض گروہ یا تنظیمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کو نہ سمجھتے ہوئے یا بعض تاریخی حقائق سے ناواقفیت کی وجہ سے یا نئے اور پرانے غلط نظریات کی وجہ سے یا اپنے مفادات کی خاطر اسلام کی طرف غلط باتیں منسوب کرتے ہیں جن کا اسلام کی حقیقی تعلیم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ بہرحال ان باتوں اور ان نظریات کی وجہ سے غلط عمل نے غیر مسلم دنیا میں یہ غلط تاثر قائم کیا ہوا ہے کہ اسلام نعوذ باللہ شدّت پسندی اور دہشت گردی کا مذہب ہے۔ ہم احمدی خود ان شدّت پسندوں کے عمل کی وجہ سے شدت پسندی اور دہشت گردی کی بھینٹ چڑھے ہوئے ہیں یا چڑھتے ہیں۔ ابھی کل ہی ہمارے ایک احمدی کو شہید کیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ لیکن ہم ان حرکتوں کا اسی طرح جواب نہیں دیتے جس طرح ان کے عمل ہیں۔ ان حرکتوں کا اسی طرح الٹا کر جواب نہ دینا ہماری کسی کمزوری کی وجہ سے نہیں ہے کہ دشمن کو خیال ہو کہ شاید ہم کمزور ہیں۔ بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ جب ہم حقیقی اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو پھر جماعت احمدیہ کے ہر فرد کا ردّ عمل وہ ہونا چاہئے جو اسلام ہمیں سکھاتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں